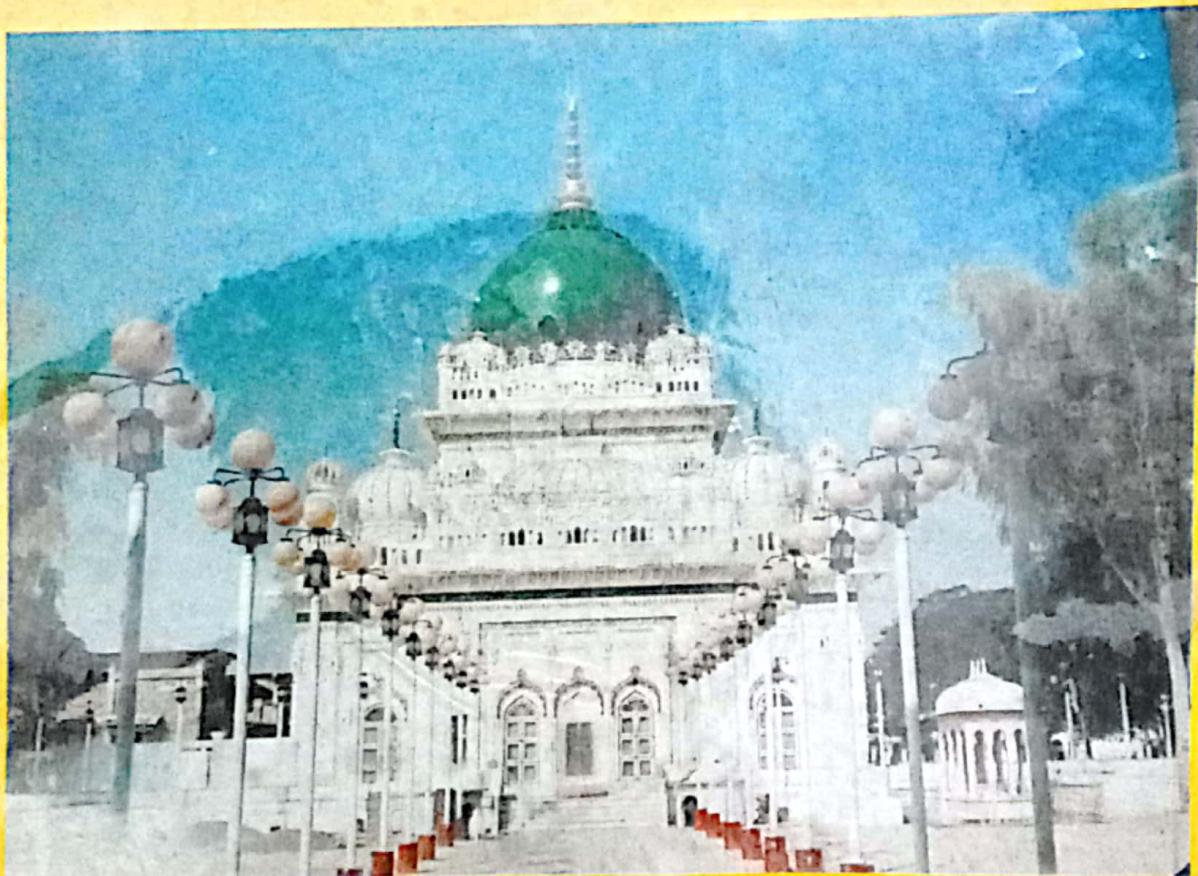


تعلیم الوارثہ



زاہدین وارثہ

ان هذه تذكرة قمن شاء اتخد الى ربه سبلا

تعلیم الوارثیہ

سلسلہ وارثیہ کے بانی سیدنا و مرشدنا

حافظ حاجی وارث علی شاہ

کے ملفوظات



مرتبہ

حکیم قاضی زاہد حسین وارثی

شائع کردہ

مکتبہ وارثیہ --- سنگھوتی (جہلم)

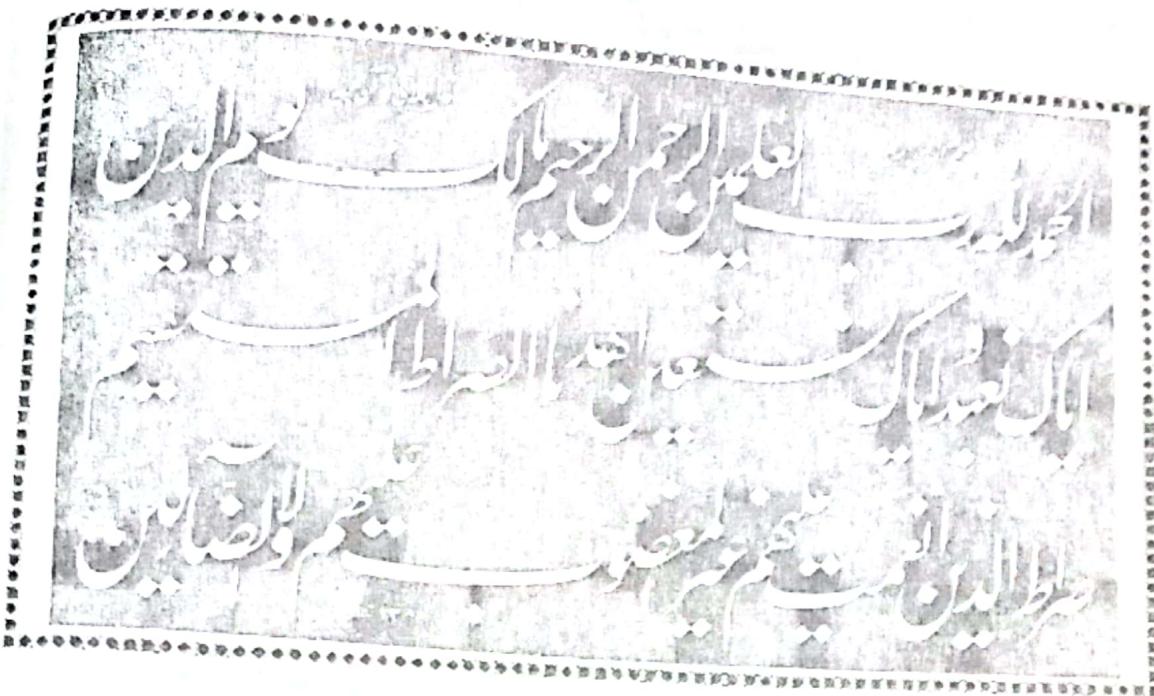


فهرست

- فاتحه الكتاب
صراط مستقیم
حمد رب جل جلال
نعت سرور کونین
سلام مقبول
سلام محبت
سلام عقیدت
اتساب
حرف آغاز
پیکر صدق و صفا
قطعات
تقریظ
سرد لبران
تعلیم الوارثیہ
ماخذ



فاتحۃ الکتاب



اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمان اور رحیم ہے۔
 سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا رب ہے۔
 رحمان اور رحیم ہے۔
 روز عزرا کا مالک ہے۔
 (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بخشی سے مدد چاہتے ہیں۔
 ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔
 ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔
 جو معتوب ہنسیں ہونے اور بھٹکے ہونے ہنسیں ہیں۔

(القرآن)

صراط مستقیم

سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہ الکریم نے حضور رسالت تاب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی سنت مقدسہ و مطہرہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا

- میرا اصل سرمایہ معرفت الہی ہے۔
- میرے دین کی جز عقل ہے۔
- میری بنیاد محبت ہے۔
- میری سواری شوق ہے۔
- میرا انیس ذکر الہی ہے۔
- میرا غرانہ اعتماد الہی ہے۔
- میرا ساتھی غم دل ہے۔
- میرا ہتھیار علم ہے۔
- میرا باس صبر ہے۔
- میرا مال غنیمت رضاۓ الہی ہے۔
- میرا فخر عاجزی و انکساری میں ہے۔
- میرا پیشہ زہد و تقویٰ ہے۔
- میری قوت یقین میں ہے۔
- میرا ساتھی صدق ہے۔
- میری عرت طاعت الہی میں ہے۔
- میرا اخلاقِ تہاد ہے۔
- اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حمد

الٰی میں تیری شا لکھ رہا ہوں
 تیری بارگاہ میں ، خدا ، لکھ رہا ہوں
 میں قدرت میں تیری ہوا مست الیا
 نہیں مجھ کو معلوم کیا لکھ رہا ہوں
 زمیں ، آسمان ، چاند ، سورج ، ستارے
 انہیں تیری مولا عطا لکھ رہا ہوں
 شا تیری ہر اک نے لکھی ہے مولا
 مگر میں تو سب سے جدا لکھ رہا ہوں
 گنوں کی یہ نکہت ، پھلوں کی یہ لذت
 میں خوبصورت باد صبا لکھ رہا ہوں

یہ حسن حقیقی یہ عشق حقیقی
 تیرے پیار کا ماجرا لکھ رہا ہوں
 نبی اولیاء تیرے در کے سوالی
 انہیں تیرے در کا گدا لکھ رہا ہوں
 کوئی کس طرح تیری ہستی کو سمجھے
 کہاں میری طاقت میں کیا لکھ رہا ہوں
 یہ زاہد ، یہ عابد ، یہ شاہد ، یہ راشد
 فنا ان کو جحہ کو بقا لکھ رہا ہوں

(راشد عنیز وارثی)

7

نعت سرور کونین

سیدی یا حبیبی نگاه کرم
 ہو نگاه کرم ، ہو نگاه کرم
 سید " جہاں فخر کون و مکان
 بخشش آپ کی باعث انس و جان
 سید یا حبیبی نگاه کرم
 ہو نگاه کرم ، ہو نگاه کرم
 آپ ایمان ہیں آپ ہی جان ہیں
 آپ پہ سب فدا آپ ہی قربان ہیں

سید یا حبیبی نگاه کرم
 ہو نگاه کرم ، ہو نگاه کرم
 آپ عالی نب آپ شاہ عرب
 میں ہوں عیوبون بھرا آپ رحمت لقب
 سید یا حبیبی نگاه کرم
 ہو نگاه کرم ، ہو نگاه کرم
 آپ حدی راہ آپ خدا شان

ہم فقیروں کو بس
 آپ کا آمرا
 سید یا حبیبی نگاہ کرم
 ہو نگاہ کرم ، ہو نگاہ کرم
 میں خطار ہوں
 میں سیاہ کار ہوں
 میں ہوں سب سے برا
 میں گناہگار ہوں
 سید یا حبیبی نگاہ کرم
 ہو نگاہ کرم ، ہو نگاہ کرم
 آپ حکمت بھی ہیں
 آپ رفعت بھی ہیں
 ہم چہ بھی ہو نگاہ
 آپ رحمت بھی ہیں
 سید یا حبیبی نگاہ کرم
 ہو نگاہ کرم ، ہو نگاہ کرم
 رومی ، رازی کہے
 سعدی ، جامی کہے
 ایک راشد ہی کیا
 خاص و عامی کہے
 سید یا حبیبی نگاہ کرم
 ہو نگاہ کرم ، ہو نگاہ کرم
 (راشد عزیز وارثی)

سلام مقبول

(بیدم شاہ وارثی)

السلام اے۔ گہر قلزم شان شہدا
جان جان شہدا روح و روان شہدا

السلام اے گل نورستہ باغ حیدر
جانشین نبوی چشم و چراغ حیدر

احمد و فاطمہ زہرا کی نشان تسلیم
اے مرے پیغام بر پاک کے جانی تسلیم

شہ تسلیم و رضا آپ کو لاکھوں مجرے
مظہر شان خدا آپ کو لاکھوں مجرے

وارث و والی بیدم مجھے بیدم کا سلام
ایک بیدم ہی کیا ہے مجھے عالم کا سلام

الحمد لله رب العالمين

سلام مجبت

(نجمی براں)

امیر طریقت ! امام مجبت
 حضور ! آپ پر ہو سلام مجبت
 ہمیں بھی عطا ہو بنام مجبت
 مجبت سے لبریز جام مجبت
 کرم آپ کا ہے نظر آپ کی ہے
 لبقائے مجبت دوام مجبت
 ہے چہرے پہ انوار الفت کی بارش
 لگائیں سرا سر پیام مجبت
 ہے روئے منور پہ زلف معنبر
 وہ صبح مجبت یہ شام مجبت
 شراب مجبت ہے آنکھوں میں رقصان
 جسیں روشن از احترام مجبت
 ہر اک بات میں شہد کی سی حلاؤت
 ہر اک گام پر اہتمام مجبت
 یہ اہل مجبت سے نہیں نہیں ہے
 کہ وارث کے دم سے ہے نام مجبت
 خلوص و عقیدت کے یہ پھول نجمی
 لٹا دے حضور امام مجبت

سلام عقیدت

(زادہ حسین وارثی)

السلام اے مقتدا و راہمنا
السلام اے ہادی راہ حدی

السلام اے شاہما سلطان ما
السلام اے جان ما جانان ما

السلام اے واقف اسرار دیں
السلام اے عامل شرع مبین

السلام اے حافظ قرآن را
دین تو دین فرقان را





اسباب

کشگان خبرتی

فقرتے وارشی

کنام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ أَدْمَرْ بَيْشِيشِ الْوَسْلَطَانِ عَاشَقَار

ذَاتِ تُوهِّسَتْ قِبْلَةِ إِيمَانِ عَاشَقَار

ازْخَنْجَرْ نَكَاهِ تُوْجِيْرْ حَالَهِ

شَدْنَطْوَرْ رُوحِ بَجْشِ تُورْمَانِ عَاشَقَار

لَذِ اَنْ اُفَاقَ اَنْ يَعْلَمُ اللَّهُ

پیغمبر کامل صورتِ ظلِ الٰہ
لَعْنَتُ دَيْدَرِ پیغمبر و دَيْدَرِ بَشَرِ یا



سرکار حضور عالم پناہ سیدنا حاجی وارث علی شاہ

حرف آغاز

بسم الله الرحمن الرحيم ۝ الحمد لله رب العالمين ۝ والصلوة والسلام على
سيد المرسلين ۝ وعلى آله وآله بيته وآله واصحابه وذربيته اجمعين ۝
برحمتك يا رحيم الرحمن ۝

محترم و مکرم والد گرامی جناب حکیم قاضی زاہد حسین وارثی مرحوم و محفور نے
جو کام آج سے ساہیا سال قبل شروع کیا تھا آج وہ بفضل خدا، بنگاہ مصطفیٰ و مرتفعی اور
بعنایت سرکار عالم پناہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور احباب کے مطالعہ اور عمل کے لئے پیش
کرنے کے قابل ہو گیا۔ یہ کوئی نئی تصنیف یا کوئی نیاتذکرہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا
مجموعہ ہے جس میں سرکار حضور سیدنا و مرشدنا حافظ و حاجی وارث علی شاہ صاحب کے
مقدس و مبارک تذکروں سے اخذ کردہ آپ کے مختلف اقوال، ارشادات، ملفوظات اور
تعلیمات کو مختلف عنوانات کے تحت بالکل اسی طرح اصل الفاظ میں بیجا کر دیا گیا ہے
اضافہ فقط اتنا کیا گیا ہے کہ کسی ارشاد مبارکہ سے مطابقت رکھنے والی کوئی آیت
مبارکہ، حدیث مبارکہ یا کسی ولی اللہ کا کوئی قول اگر حاصل مطالعہ میں محفوظ ہو تو وہ
بھی متعلقہ ارشاد گرامی کے بعد بریکٹ میں تحریر کر دیا گیا تاکہ سرکار حضور عالم پناہ کی
تعلیم کی مزید وضاحت ہو جائے۔ گواں چیز کا بھی خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ
مختلف ملفوظات مبارکہ کی وضاحت کے لئے مخاطب اور موقع و محل بھی محصر ا بریکٹ
میں ساچھہ ہی لکھ دیا جائے لیکن یہ امر پھر بھی اپنی جگہ ضروری ہے کہ کسی قول مبارکہ کی
مکمل تفہیم کے لئے سیاق و سبق کے ساچھہ متعلقہ کتب میں اس کا مطالعہ کیا جائے۔

گو والد گرامی نے یہ تصنیف لطیف آج سے تقریباً پندرہ سال قبل اپنے طور پر
مکمل کر دی تھی جس کا نام انہوں نے "حیات اکمل" مع "علم الوارثیہ" تجویز کیا تھا۔ یہ
کتاب دو حصوں پر مشتمل تھی سہلا حصہ حضور سرکار قبلہ حاجی اکمل شاہ وارثی صاحب
کی سوانح حیات پر مشتمل تھا جبکہ دوسرے حصہ میں سرکار حضور عالم پناہ کے ارشادات
جمع کئے گئے تھے سہلا حصہ تو جناب میاں عطا اللہ ساگر وارثی نے کچھ ترمیم و اضافہ کے

ساتھ اپنی تصنیف "محبوب الوارثین" میں شامل کر کے کچھ عرصہ قبل شائع کرا دیا تھا۔ جبکہ دوسرا حصہ تاحال مکتبہ وارثیہ سنگھوئی ہلکام میں محفوظ تھا پرچہ اب اس کتاب کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر یہ حصہ بھی الگ کتابی صورت میں احباب کی نذر ہے۔

لیکن اس کتاب کے منتظر عام پر آنے میں اس قدر جو تاخیر ہوئی اس کی بنیادی وجہ یہاں بیان کرنا ضروری خیال کروں گا کہ دراصل کتاب کے پہلے حصہ حیات اُمکل میں ابھی کافی حد تک ترمیم و اضافہ کی ضرورت تھی اور بہت سے حالات و واقعات ابھی تحقیق طلب تھے۔ یہی وجہ ہے کہ احباب "محبوب الوارثین" کے اس حصہ میں ابھی تشنگی محسوس کرتے ہیں۔ دوسری طرف حصہ دوم میں سرکار حضور عالم پناہ کی جو تعلیمات پیش کی گئی ہیں ان میں سے متعدد وضاحت طلب تھیں۔ جن کے اسرار کا سمجھنا ہر کس و ناکس کے بس کاروگ نہیں۔ دراصل سرکار حضور عالم پناہ کی تعلیمات معرفت و حقیقت کا ایک بحر ذخیر ہیں اس میں ہر رنگ کے نگینے اور ہر قسم کے جواہرات کثرت سے موجود ہیں۔ یہ ایک ایسا چمن ہے کہ جس کا ہر پھول سدا بہار خوش رنگ اور پر مہک ہے۔ لیکن ان جواہرات کی بھچان کے لیے کسی جو ہری اور اس چمن تک رسائی کے لیے کسی رہنمای کی ضرورت اپنی جگہ مسلسلہ ہے۔ مجھے ایسے کم فہم ان ملفوظات مقدسہ کے اسرار کو مکمل طور پر سمجھنے سے قادر ہیں۔ گواج قحط الرجال کا دور دورہ ہے۔ کوئی زبان زر زن زمین کے علاوہ کسی اور موضوع پر بات کرنے کو تیار نہیں اور کوئی ذہن اس سوچ سے نکلنے کے لیے آمادہ نہیں۔ لیکن پھر بھی الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہمارے پاس چند ایسی نادر روزگار ہستیاں موجود ہیں کہ جن سے نسبت اور استفادہ ہمارے مقدار میں لکھ دیا گیا ہے۔ ایسی ہی عظیم ہستیوں میں سے ایک جتاب سرکار الحاج قبید فقریر عمت شاہ وارثی صاحب مدظلہ العالی کی ذات گرامی ہے کہ جہنوں نے عصر حاضر میں سلسلہ وارثیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے اندر وون ملک و بیرون ملک بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ بے شمار غیر مسلموں کو دائرة اسلام میں داخل کیا اور لا تعداد افراد کو سلسلہ وارثیہ میں شامل فرمایا۔

میں نے متعدد ملاقاتوں اور خطوط میں سرکار حضور عالم پناہ کی مختلف تعلیمات کو مختلف انداز سے حضرت صاحب کے سامنے پیش کیا اور ان کی وضاحت چاہی۔ یہ

حضرت صاحب قبلہ کی طبصوری نوازش ہے کہ ہر مرتبہ بڑی شفقت اور جلت سے رہنمائی اور ہر چیز کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا۔ ہنچہ اس امر سے میری حوصلہ افزائی ہوئی اور میں نے تعلیم الوارثیہ کی ترتیب نو اور اطاعت کے فیصلہ کو جتنی ٹسلک دی اور اصل کتاب کے ساتھ ساتھ سردلبراں کے عنوان سے حضرت صاحب قبلہ کے تحریر فرمودہ افتتاحی نکھات کے ساتھ ساتھ تشریع گرامی نامے بھی احباب کے استفادہ کے لیے پیش کر دیئے ہیں۔

یہاں میں قبلہ والد صاحب مؤلف کتاب ہذا کا گھنیر تعارف پیش کر دوں۔ آپ کا اسم گرامی زاہد حسین تھا۔ آپ ۱۳ مارچ ۱۹۲۲ء کو ملبو سانگھومی (تحصیل و فصل جہلم) میں محل برلاں خاندان کی ایک عظیم شخصیت حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف صاحب قادری سروری کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ سرکار قبلہ فقیر عرب شاہ وارثی صاحب کے برادر بزرگ ہیں۔ آپ کے نخیال اور وحدیال کو خدا نے بزرگ و برتر نے ولایت اور قضاء کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے ہی پائی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے پنجاب یونیورسٹی لاہور اور اولڈ انڈین میڈیکل کالج برناالہ پشاور سے رجوع کیا۔ تقسیم ہند سے قبل کچھ عرصہ عسکری خدمات سرانجام دیں پھر شعبہ تعلیم سے وابستہ رہے۔ متعدد فلاحی اداروں کے روح رواں رہے۔ آپ تحریک پاکستان کے ایک سرگرم اور فعال کارکن تھے اور اس علاقے میں مسلم لیگ کو متعارف کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ آپ چونکہ ایک مستند طیب خاذق بھی تھے اس لیے آخری وقت تک اس شعبہ سے وابستہ رہے۔ لیکن آپ نے بھی اسے بطور پیشہ نہیں اپنایا بلکہ ہمیشہ اسے خدمت خلق ہی تصور کیا۔ علاقے میں آپ کی ہے جنت شخصیت ایک عالم با عمل، صوفی باصفا، شفیق معلم، سوشن ورکر اور ایک ماہر مستند اور تجربہ کار طیب کی حیثیت سے اب تک مثالی گردانی جاتی ہے۔

آپ جات پندرہ سن بیرون علی شاہ وارثی احمدی کے ذریعہ سلسلہ وارثیہ میں حضور سرکار عالم پناہ کے دامن رحمت سے وابستہ تھے اور ایک سفید پوش فقیر تھے۔ ۱۹۶۳ء میں قبلہ شاہ صاحب نے آپ کو احرام عطا فرمایا اور فقیر مقصود شاہ وارثی نام رکھا لیکن بعد میں عالم رویاہ میں سرکار حضور عالم پناہ کے حکم پر احرام وقت آفر کے لیے

محنوظ کر دیا اور سفید پوشی میں فقیری کی۔ آپ کا وصال ۲۹ جنوری ۱۹۸۳ء کو ہوا۔ اور ملبو سنگھوئی میں خانقاہ حضرت شاہ مشتاق میں اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ فقیر عنبر شاہ وارثی صاحب "اپنی کتاب" "وارث الاولیاء، فی تذکرة الفقراء" میں آپ کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "آپ سرکار کی محبت میں مخور ہیں۔ آپ نے اس علاقہ میں سرکار کے مسلک و مشرب کی بہت تبلیغ کی ہے۔ آپ قاضی اکمل شاہ وارثی کے ہتھیجے ہیں۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ غریبوں کی خدمت کرتے ہیں۔ پابند شرع ہیں۔ فقیر کے ہاتھوں نصف تہبند حاصل ہے۔ متواضع مہمان نواز صاحب علم مقرر صاحب شعور و فہم ہیں۔"

آخر میں اگر میں ان احباب کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ ان کی ناقداری ہو گی کہ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت و طباعت میں بھرپور دلچسپی لی اور علمی اخلاقی اور مالی ہر اعتبار سے تعاون کیا۔ اللہ رب العزت کے حضور دست بستہ عرض گزار ہوں کہ لپنے حسیب پاک صاحب لا لا ک کے نعلین مبارک کے صدقے میں ہم سب پر اپنی خصوصی نوازشیں فرمائے۔ سرکار حضور عالم پناہ کی غلامی کا حق ادا کرنے اور سلسلہ وارثیہ کے پیام عشق و محبت کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿ میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے ﴾

خاک رو ب بارگاہ وارثیہ
راشد عزیز وارثی
سنگھوئی جہلم

پیکر صدق و صفا ہیں زاہد

(جواب حکیم عبدالعزیز خطیب رحمانی)

پیکر صدق و صفا ہیں زاہد
پر تو مہر و دفنا ہیں زاہد
محور صبر و رضا ہیں زاہد
مصدر رشد و بہدا ہیں زاہد
میرے مربی میرے مشتھا ہیں زاہد
میرے محبوب میرے شیدا ہیں زاہد
میرے مشق میرے دربا ہیں زاہد
سب سے بچلے برطا ہیں زاہد
ملخص بے ریا ہیں زاہد
دل بند یوسف و عطا ہیں زاہد
معنی استغنا ہیں زاہد
والله قلندر کربلا ہیں زاہد
محمود زہد و اتقاء ہیں زاہد
رو رو با خدا ہیں زاہد
خدا پرست و خدا نما ہیں زاہد
میرے رہبر و راهمنا ہیں زاہد

قطعہ تاریخ وفات حکیم قاضی زاہد حسین وارثی

(رئیس امری ہوی)

حکیم محترم صدق آفرین و با صفا زاہد
گفتہ کہ او را ترجمان راز ہائے زندگی
ازیں دار فنا رفت بہ جنت جلوہ فرمایا
سرپا آگھی بود و سراپا آگھی گفتہ
بزرگ و مہرباں و مہر انگیز و وفا پرور
حکیم وقت بود او را حکیم واقعی گفتہ
رئیس آں مرد حق بودو بحق پیوست از رحمت
پئے سال اجل "زاہد حسین وارثی" گفتہ

(۱۹۸۳ء.....۱۴۰۳ھ)

قطعہ تاریخ تکمیل کتاب

”حیات اکمل مع تعلیم الوارثیہ“

(رئیس امری ہوی)

حضرت خورشیدؒ کے حالات میں ہے یہ کتاب
یہ مصنف کے لئے اللہ کی تائید ہے

یہ ”حیات اکمل“ اے دل ایک رواداد عمل
اور ارشادات وارثؒ کی یہ ایک تجدید ہے

فنیں وارثؒ سے مکمل ہو گئی ہے یہ کتاب
اس کا پڑھنا اہل دل پر فرض ہے تاکید ہے

یہ عطاۓ خاص اکمل شاہ صاحب ہے رئیس
سال تاریخی بھی خود ”در عطا خورشید“ ہے

(۱۹۸۳ء۔ ۱۴۰۳ھ)

تقریظ

از قلم جتاب پروفیسر فیاض احمد خان کاوش دارثی مصنف "آفتاب والایت" صدر شعبہ اردو شاہ عبدالطیف گورنمنٹ کالج میر پور خاص سندھ حضرت قبلہ حکیم قاضی زاہد حسین دارثی المعروف فقیر مقصود شاہ دارثی رحمۃ اللہ علیہ "محبوب الوارشین" تھے۔ اسی محبت نے یہ اعجاز دکھایا کہ مرشد برحق دارث پاک قدس سیرہ العزیز کی نورانی تعلیمات اور اقوال زریں کا یہ شاندار محل تعمیر کرایا یعنی کتاب "تعلیم الوارشیہ" کی تدوین و ترتیب کا کام سرانجام پایا۔

جس کا حرف حرف، ہمرا، لفظ لفظ موتی۔۔۔۔۔ کتاب کیا ہے جو اہرات کی کان ہے۔۔۔۔۔ کسی عنوان کو دیکھئے معلومات سے مالا مال ہے۔۔۔۔۔ عنوان کے تحت اسرار درموز کے درستھ کھولے ہیں۔۔۔۔۔ تصوف کے موتی رو لے ہیں! کتاب کو کہیں سے کھولئے

لکھ کر شہد دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

گویا ہر صفحہ: دامان با غبان و کف گلفوش ہے۔۔۔۔۔ یہ چمنستان دارثی ہے جو سدا بہار ہے۔۔۔۔۔ جس کی ہر گلی فردوس جمال، جس کا ہر پھول بہار لازوال، جس کی ہر ہلک بے نظر و بے مثال ہے۔۔۔۔۔ جس کی سیرے دل و دماغِ معطر ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ روح کو وجد آ جاتا ہے۔۔۔۔۔ مشک خود بولے گی، عطار کو بتانے کی ضرورت نہیں! ان پر اثر تعلیمات دارشیہ کو پڑھ کر خود بخود عمل کرنے کو جی چاہتا ہے۔۔۔۔۔ کہ اقوال دارث۔۔۔۔۔ صحیفے ہیں اترے ہوئے آسمان سے۔۔۔۔۔ اس نورانی و روحانی تالیف لطیف پر اللہ تعالیٰ مؤلف مرحوم مخنور کو لپنے جو اہر رحمۃ میں مقامات اعلیٰ عطا فرمائے اور اس کتاب کی ترتیب دلپذیر اور تدوین جدید اور اشاعت بے نظیر پر ناشرین و معاونین کو بیش از بیش انعامات عالیہ سے نوازے۔۔۔ آمین ثم آمین بحق سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ○

The image shows two handwritten signatures in Urdu script. The top signature is written in a cursive style and appears to read 'احمد خان' (Ahmed Khan). The bottom signature is also in cursive Urdu and appears to read 'میر پور' (Mirpur).

سر ولبرال

الحمد لله خالق السماء والطين ۰ مالک السموات والارضين ۰ رازق الابرار
 والاجرین ۰ معطى الانیاء والعاشقین ۰ الصلوة والسلام على رسوله محمد
 والآجعین واصحابه الامینین ۰ والسلام على عباده الصالحین ۰
 محمد اس خدا نے بزرگ و بر ترواجب الحیات کی جس کی عطائیں غیر محدود اور
 جس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا دائرہ امکان سے خارج ہے۔ جس طرح خالق موجودات کا
 شکر ادا کرنا انسان کی طاقت و امکان سے باہر ہے۔ اسی طرح سورہ کانتات کی مدح و شنا
 بھی تشریح و بیان سے بالاتر ہے۔ جو کچھ حد احادیث کے سوا متعین ہے ذات محمدی اس کا
 بیان اور جو صفات غیر محدود ذات احادیث میں ہیں ذات محمدی ان کے لیے باعث ظہور
 ہے۔ غرض یہ کہ جتنے بھی علوی یا سفلی انوار ہیں سب آپ کے پرتو نور سے ظہور پذیر
 ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ذات حق کی صفات کا دراک و عرفان اس وقت تک نہیں ہو
 سکتا۔ جب تک کہ آنحضرت کی کہنے ذات سے واقفیت نہ ہو۔ کسی نے بہترین شعر اس
 معاملہ میں فرمایا ہے۔

۹۷ حق را پنجم اگرچہ ندیدند لیکن
 از دیدن جمال محمد شاختند

اگرچہ حق تعالیٰ کو کسی نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا لیکن اسے حضور کے جمال
 سے ہچانا ہے۔ اسی طرح حضور اکرمؐ کی آل کامل کے کمالات، صحابہ کرامؐ کی تمام
 صفات اور آئمہ عظامؐ کے احسانات کا حساب و شمار طاقت بشری کے امکان میں نہیں
 ہے۔ درحقیقت یہ تمام حضرات دریائے نبوت کی نہیں اور آسمان رسالت کے چاند
 ہیں۔ جس فیض کو فروع ملایا جو نور دین میں ظاہر ہوا وہ انہی بزرگوں کے طفیل ہوا۔
 ان میں سے ہر نہر کا یانی جدا اور ہر چاند کی روشنی الگ ہے۔ ان میں سے ہر بزرگ کتاب
 فضیل۔ کا ایک مستقل باب اور مستقل فصل ہے۔ کوئی صدق و راستی میں مشہور

ہے اور کوئی عدل و انصاف میں معروف، کوئی لباس حیا سے مزین اور کوئی علوم بے پایاں کاماہر۔ غرضیکہ خاتم نبوت کے خلفاء کا اختتام خاتم ولایت کی مہر سے ہوتا ہے۔
خاندان نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے جبے چاہا قطب الاقطاب بنی آدم کا عنوث اور جن و انس کا مرتع بنا دیا حتیٰ کہ تاریخ میں، شیخ محبی الدین ابو محمد عبد القادر حسن الجیلانی اور حضور خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی سنبھلی احمدی اور ان سے جس قدر خلفاء کی پیداوار ہوتی ہے، ان کی زندگی کا شعور ہر لحاظ سے جدا جد انظر آئے گا۔
پھر کہیں خلافت فقط عمامہ تک محدود ہے۔ کہیں کلاہ ٹوپی تک، کہیں غرقہ خلافت مقدسہ کو عروج ہے اور کہیں فقط ایک گدڑی فیض کا چشمہ بنادی جاتی ہے۔ بہر حال اگر کوئی چاہے کہ فقط بھیں بدلت کر اصل سرچشمہ فیض کا اندازہ لگائے تو وہ اپنی مهم میں ناکام رہے گا۔

سرکار حضور عالم پناہ وارث ارش علی ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے مگر شاہ عبدالرازاق بانسوی اپنے دور میں خبر دیتے ہیں کہ میری پانچویں پشت میں ایک روشن چراغ چمکے گا جس کی روشنی کائنات میں پھیلے گی۔ نسل انسانی اپنا حصہ لے گی اور باقی مخلوق الگ فیض انھائے گی۔ اور سید عبدالادشاہ صاحب جو تحریر وارثی کے لقب سے مشہور تھے فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ نجات اللہ صاحب جو سید ناخادم علی شاہ صاحب قبلہ کے مرشد برحق ہیں وہ اپنے وقت میں اپنے فیض کا حال بیان فرماتے ہوئے دیوہ شریف کی طرف منہ کر کے فرماتے تھے کہ آنے والے کے حسن و جمال سے اپنے دامن کو فیض سے صح ہر روز بھرتا ہوں۔ کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جو عالم رویا میں بیعت ہوئے ان کا زمانہ وہ ہے کہ ابھی حضور دنیا میں تشریف نہیں لائے۔۔۔۔۔ پھر حضور پیدا ہوئے سن بلوغت طے کیا پروان چڑھے تو حضرت مولانا وزیر علی صاحب اپنی اسی سال کی عمر میں لکھنؤ میں پہچانتے ہیں کہ یہ صورت تو میری دیکھی ہوئی ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ حضور مجھے اپنی غلامی میں لے لیں۔ حضور سرکار عالم پناہ کی عمر اس وقت تقریباً بیس سال کے قریب ہے آپ فرماتے ہیں کہ مولانا آپ کو اپنی بیعت کا یقین نہیں آپ تو بیعت ہو چکے۔ اسی طرح مولوی فرزند علی وارثی اور شیخ اسمید علی وارثی جن کی عمریں نوے سال سو سال تک ہو چکی تھیں۔ انہوں نے حضور کو پہلا لباس جو سفید احرام تھا

ہنے ہوئے دیکھا تو بھajan کر جب اپنی بیعت کی اتجائی تو جواب ملائم تو ہے میری ہوئے

- ۶۰ -

یاد رہے جو دنیا میں آئے سے ہے دستگیری فرمائے ہیں وہ دنیا میں اگر بھی
کامیات کی دستگیری کرتے رہے جس کی تاریخ کوہی دے رہی ہے۔ بعد از وصال اب
تک اسی طرح ہی دستگیری فرمائے ہیں اور ثابت فرمائے ہیں کہ سلسلہ بیعت کی جس
طرح ابتداء فرمائی تھی روزِ مختسب دیسی ہی قائم رہے گی۔

آپ کا مسئلہ عشق ہے اور آپ اپنے وقت کے سلطان ہیں۔ کن کی ہر تخلیق پر
باز نہ آپ کی گرفت نہایت مضبوط ہے۔ آپ نے اپنے وجود مقدس کے لیے اس بیاس کا
انتخاب فرمایا جو جداً مجدد حضرت ابراہیم نے تعمیر کعبہ کے وقت استعمال فرمایا تھا۔ جسے
ذات کمربیانے پسند فرمایا اس بیاس کو ہن کرتا نہیں کہ تمام زندگی اعراام کی ہر پابندی کو پورا
فرمایا جو دوران حج بڑی مشکل سے چار دن حاجی پورا کرتا ہے۔ ذرا غور فرمایا جائے تو
معلوم ہو گا کہ ایسی پابندیوں کا پھر از زندگی بھرنا آسان ہے یا مشکل۔ جس وجود نے
زندگی اس بیاس میں ہے اعراام کہا جاتا ہے گذاری اور عہد کیا کہ جداً مجدد نے خدا کا گھر
تعمیر کیا اور اس میں چراغِ مصطفوی روشن فرمایا میں اپنی زندگی میں نسل آدم کے سینے
میں تعمیر کعبہ کر کے اس میں چراغِ مصطفوی روشن کروں گا۔ فقط زندگی کا حاصل یہی
ہو گا میں اسی کی رضا پر راضی ہوں مجھے اپنے خانوادہ پاک سے یہ حصہ ملا ہے روزِ مختسب
یہ چراغِ جلاتا رہوں گا۔

عزیز القدر! آپ کے سوالات کے جواب اپنے معیار کے مطابق پیش ہیں۔
در اصل سرکارِ عالم پناہ کی حیات مقدسہ میں جیسے جیسے لوگ حاضر ہوتے ان کی بنیاد پر
ارشادات ہوتے ہر حاضر ہونے والے آدمی کے وقت فقری کی کیفیت کا سلسلہ جدا ہوتا
ہے۔ اگر عیسائی حاضر ہوتا ہے تو طبیعت پر اسی مذہب کے لحاظ سے کیفیات کا عالم ہو گا
ہندو سکھ جب پیش ہوتے ہیں تو ان کی بساط کے لحاظ سے حضور مختار ہوتے
مسلمان جس طرز کا حاضر ہوتا ہے وہ اپنی جگہ حضور کو اپنے لیے مکمل پاتا ہے۔ سرکار
مالم پناہ کے حضور حاضر ہونے والا جو جیسا خیال کرتا ہے اسے دیسا ہی جواب ملتا ہے۔
غرضیکہ آپ نے تمام بینی نوع انسان کی دستگیری فرمائی۔ دیکھنا یہ ہے کہ حضور قبلہ عالم

نے اپنی زندگی کا کتنا سفر کیا۔ آپ سیاحت میں کس کس جگہ تشریف لے گئے اور کتنی بہترین روحانی زندگی بسر کی۔ غیر مذاہب کے ملکوں شہروں قصبوں میں عملی طور پر کیا کیا اور کتنے غیر مذاہب نے آپ کی ذات، آپ کی روح، قلب اور آپ کے وجود پاک سے اسلام کی دولت حاصل کی۔ اس کے لئے آپ کی سیرت پاک کا مطالعہ ضروری ہے۔ ملا ازم یا ظاہری تعلیم رکھنے والے جن کی اوقات فقط ورق گردانی تک ہے وہ اگر آپ کے ارشادات پڑھ کر بحث مباحثہ میں پڑتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تصوف و معرفت کے میدان سے قطعی ناواقف ہیں۔ فقط ہندوستان پاکستان تک نہیں تمام عرب و عجم کا مطالعہ کر کے پھر بات کی جائے کہ سرکار عالم پناہ اپنی ۸۸ سالہ زندگی میں بنی نوع انسان کے کس کام آئے اور ہم کس کام آرہے ہیں؟ سرکار عالم پناہ کا وجود مقدس اسلام کی عمارت میں کس قسم کی عمارت تھی۔ سرکار حضور عالم پناہ میں کوئی ذاتی خواہشات بھی تھیں۔ جیسی باقی ہم سب میں ہیں یا ان کی ذات بالکل منفرد تھی۔۔۔۔۔ کوئی ایسی ذات تلاش کی جائے جو دروارث پر حاضر ہوئی ہو اور اپنی مراد میں ناکام لوٹی ہو۔۔۔۔۔ فقیر کی ذات فقط ذریعہ نجات ہوتی ہے۔ اور اصل انسان بنانے کی تمنائی تا کہ نسل آدم علیہ السلام اصل انسانیت سے واقف ہو خدا اور اس کے حیب پاک کے حضور انسان بن کر پیش ہو۔

(سرکار حضور عالم پناہ کے چند ایک ارشادات اور ان پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات)

○ سرکار نے ارشاد فرمایا "شیطان راہ محبت میں دوست بن جاتا ہے دشمن نہیں رہتا۔"
(اعتراض: حالانکہ قرآن میں شیطان کو کھلا دشمن کہا گیا ہے)

جواب: ہمیں بات تو یہ ہے کہ ہم ابھی تک قرآن کے مطالعہ سے بہت دور ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام قرآن کے لیے طالبکہ کا انتخاب نہیں کیا نسل آدم سے اپنے مخصوص پاک اور محبوب وجود رکھنے والے سرور دو عالم و جہہ کا انتخاب فرمایا۔ قرآن ثبوت ہمیا کرتا ہے کہ "و يعلمهم الكتاب والحكمة" یعنی ہمارے نبی علیہ السلام قرآن پاک اور حکمت سکھاتے ہیں۔ کتاب تو قرآن ہے حکمت کیا ہے۔ حکمت حدیث مقدسه ہے۔ جس میں طریقہ نبوت کا اصل پھوڑ ہے۔ جو وجود حکمت حاصل کر

یتا ہے۔ فرمان کے مطابق اس سے شیطان دشمنی نہیں کرتا۔ نہ کر سکتا ہے انسان مخلوقات میں افضل ہے جو ذات باری تعالیٰ کی ہر تخلیق پر حاوی ہے۔ جب ہم قرآن پاک کی تلاوت شروع کرتے ہیں تو ہمہ پڑھتے ہیں۔

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ۶۰ میں نکالے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ تپہ چلا کے اعوذ بالله پڑھ لینے کے بعد جب بندہ خدا کی پناہ میں آ جاتا ہے تو شیطان اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔ حضور شہنشاہ دو عالم تو کائنات میں بلند و برتر اور سلطان کائنات ہیں۔ آپ کے صحابہ کرام تابعین صاحبین جن کی زندگی کے شب و روز یاد الہی اور اس کے محبوب پاک کے عشق میں گزرے اور جن کی بارگاہیں آج تک ہمیں محبت و عشق اور تصوف کا درس دے رہی ہیں وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ راہ محبت میں شیطان دوست بن جاتا ہے دشمنی نہیں کرتا۔ ابلیس ہمارے ملاں سے زیادہ سمجھدار ہے وہ جانتا ہے کہ خدا کے نیک بندے نے جن کلمات کی قلبی سوز و گذاز سے اپنی زبان سے ادائیگی کی ذات باری تعالیٰ نے ان کی برکت سے اسے عشق و محبت جیسا عطا یہ فرمادیا ہے یہ صورت محبوب کو پہچان گیا ہے اب اس سے مقابلہ بے سود ہے۔ یہ اب میرے بس سے باہر ہے۔ لہذا ہتھیار ڈال کرتا ہے، ہو جاتا ہے سچانچہ اہل اللہ سے دوست کہتے ہیں۔ دشمن نہیں کہتے۔ زیادہ تحقیق درکار ہو تو مشکواۃ شریف میں باب الاستعاۃ کا مطالعہ کیا جائے یا جیالین میں کھلی تفسیر دیکھی جائے۔

○ ارشاد وارث پاک ہے کہ "سلیم و رضایہ ہے کہ شر کو بھی خیر جانے اور خیر تو پھر خیر

ہے۔"

جواب: حضور علیہ السلام کی پاک سیرت سے ابتدا کریں کہ کفار مکہ اہل عرب نے جتنے دکھ آپ کو دیئے کسی کا جواب اگر دکھ کے پیلہ میں دیا ہو تو واضح کیا جائے۔ تپہ یہ چلا کہ شر کو پہنچیے خیر جانا اور صحابہ کو اس کی تعلیم فرمائی۔ اسی تعلیم کے یہ اثرات ہیں کہ حضرت علی مشکل کشا ایک دشمن کو زیر کرتے ہیں اس کے سینیہ پر سوار ہو جاتے ہیں۔ دشمن پھرہ اقدس پر تھوکتا ہے آپ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ پوچھا جاتا ہے حضرت پہنچ دشمن کو چھوڑ دیا فرمایا اس نے غلط عکت کی۔ پہلے مقابلہ دین کی بناء پر تھا۔ اب میری ذات کا معاملہ ہے۔ جو خدا کے لیے کر رہا تھا اس میں اب خلل پڑتا ہے۔ اس کے کئے کا

بدل لوں۔ نہیں۔ میرے ہاں شر کو خیر میں بدلاتا ہے۔

○ ارشاد سرکار عالم پناہ ہے "رب اور رام حقیقت میں ایک چیز ہے۔" (دونوں ایک کیے)

جواب: رب اور رام حقیقت میں ایک ہی چیز ہے۔ اگر کوئی تنقید کرتا ہے۔ شدید تنقید یا خفیف مرضی کا مالک ہے۔ مطالعہ کی ضرورت ہے۔ رب صفاتی نام ہے۔ رام بھی صفاتی نام ہے۔ رحیم بھی صفاتی نام ہے۔ کپریم بھی صفاتی نام ہے۔ ہندو بھی رب کو یاد کرتا ہے سکھ بھی رب کی پوجا کرتا ہے۔ سکھ بھی جب عبادت گاہ میں جاتا ہے تو کہتا ہے۔

"گوراں دے دوارے وڈیاں تے ہلائ وضوسازیا"

تپہ چلاکہ سکھ مذہب بھی وضو کرتا ہے۔ گرونانک بھی کعبہ شریف گیا۔ باہر سامنے زیارت کرتا رہا۔ تاریخی ثبوت موجود ہے۔ اس سے دریافت کرنے پر تپہ چلاکہ وہ کہتا ہے کہ میں نے رب کا گھر دیکھا ہے میرا رب ہاں رہتا ہے۔ وہ میرا رب ہے میں اس کا بندہ ہوں۔ ادھر ہندو مذہب رام چندر جی کی پوجا کرتا ہے جو طریقہ رام چندر نے خود اپنایا وہی مذہب میں رائج کیا۔ بتقاصلے بشریت رام کے وجود میں رب کے سماں سے حقیقت ایک ہو جاتی ہے۔ بخششیت انسان آدم علیہ السلام کی حقیقت خداوند تعالیٰ کے نزدیک رہنا بھی وہی مقام رکھتی ہے۔ خدا آدم میں موجود ہے۔ ہر پیغمبر میں اپنی اپنی بساط سے رب اور خدا موجود ہے۔ نسل انسانی کے اندر لپنے لپنے مقام کے لحاظ سے رب موجود ہے۔ ونفخت فیہ من رو حی کی رو سے روزاول سے انسان کا ایک خاص حصہ رب ہے پھر قرآن تصدیق کرتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید میں انسان کی شہرگ سے نزدیک ہوں اس کاراز شاہ دو جہاں سرور دو عالم کے ذریعے ذات باری تعالیٰ نے خود فاش فرمایا کہ میں ایک مخفی راز تھا۔ مجھے خیال آیا کہ میں ہچانا جاؤں سچانچہ پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ نے دنیا میں تشریف لا کر وہ کردار ادا فرمایا کہ وہ ذات بے پردہ ہچانی کی وردہ رب رام رحیم کریم گرو ہوتے ہوئے سب مذہبوں نے ہچانا اس میں کوئی فرق نہیں۔

شہنشاہ دو جہاں نے جس طرح حقیقت کا پردہ چاک فرمایا اور ذات کر دگار

رب العالمين جبے حضور نے اپنا وحدہ لا شریک لہ الہ تسلیم فرمایا۔ اس رب کی حقیقت اور ہے۔ اس میں ایک رام نہیں کائنات کی ہر چیزضم ہے۔ تصوف میں جب کوئی ذات خداوند تعالیٰ کو حضور کے طفیل پالیتی ہے تو وہ ہر صفت سے آگاہ ہو جاتی ہے۔ باری تعالیٰ کا اصل نور اس کے اندر روشن ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہہ اٹھتا ہے کہ اگر میری نظر سے دیکھو تو رب رام رحیم سب ذات باری تعالیٰ میں ضم ہیں اور سب ایک ہیں۔ یہ فقیر کی ہی ایک ذات ہے جو کاسہ گدائی آگے کر کے اس کا اصل جمال پا گئی ہے۔ جب وہ مل جاتا ہے تو پہلی ذات صفات اس میں گم ہو کر فقط ایک ذات رہ جاتی ہے۔ وہ کون سی ذات ہے تلاش کرنا پڑے گا جو اپنا نائب لپنے ہاتھ سے اپنی صورت پر بناتی ہے

(ان الله خلق آدم على صورته۔۔۔الحدث)

○ برہم پہچانو اور پتھرنہ پوجو۔ (یہ ارشاد بھی وضاحت طلب ہے)

جواب: برہم سنسکرت زبان کا لفظ ہے جو ہندوؤں کے ایک فرقہ میں پاک ذات کہلاتی ہے جس کے اصل معنی وہ پاک جسم ہے جو اندر کے حال سے واقف ہو۔ یہ فرمان ہندو قوم کے لیے تھا جو سب پروار ہوتا ہے کہ اصل اندر کو پہچانو۔ وہ تمہارے اندر موجود ہے۔ (من عرف نفسه قد عرف ربها) پتھر کا بنایا ہو اخدا ش پہچانو (نہ پوجو) جبے تم نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ فرقہ کیا ہے اہل مغرب کی اصطلاح کے مطابق ہندوازم کو مذہب نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ یہ ہر قسم کے عقیدہ کو اپنانے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ تمام رسم و رواج کو اختیار کر لیتا ہے۔ خواہ وہ قدیم زمانہ کے گھناؤنے رسم و رواج ہوں یا عصر جدید کے اعلیٰ وارفع رسوم و رواج۔ ہندو مت کے کوئی مقررہ عقائد و اصول نہیں جس کو مانتا اس مذہب کے ہر پیر و پرلازی اور ناگزیر ہو۔ اس کے ماننے والے کہیں ایک جگہ جمع ہو کر عبادت نہیں کرتے ان کا کوئی مسلمہ معبد نہیں ہے۔ المبتہ برہمن کے بارے میں ان کے خاص اعتقادات ہیں اور مخصوص طریقہ کارہیں۔ جن کی سارے ہندوستان میں پیروی کی جاتی ہے۔ برہمن اپنے ماننے والوں کے لیے ضروری نہیں سمجھتے کہ وہ کسی مخصوص عقیدہ پر اپنا ایمان لے آئیں اور نہ کسی نئی بدعت کے خلاف جنگ آزمائونے کی انہیں دعوت دیتے ہیں وہ صرف اس بات پر اصرار کرتے ہیں اور اس میں وہ کامیاب بھی ہیں۔ کہ ان کا ہر ماننے والا اس بات کو تسلیم کرے کہ دیوتا

اور انسان کے درمیان صرف بہمن ہی واسطہ اور تمہان کا فریضہ ادا کر سکتا ہے۔ دو ہات کا بست بہمن اپنی مرضی سے بخواہتا ہے مرضی سے مندر میں نصب کرواتا ہے۔ مرضی سے پوچھا کردا ہاتا ہے۔ نام بہنم ہے۔ اندر دیکھنے والا۔ لہذا اسے کہا جاتا ہے بہنم پہچانو۔

○ ارشاد ہوتا ہے۔ دو بدہا شر ہے تو مسجد اور مندر میں ایک ہی جلوہ نظر آئے۔
نیز یہ کہ۔ مسجد، مندر، گرجا جہاں جائے سوائے ایک شان کے اور کچھ نہ دیکھے۔
(اعتراض = مسجد، مندر، گرجا ایک ہی کیسے ہو سکتے ہیں؟)

جواب: جب تک مجت و عشق کی آنکھ ایک حسین و جمیل صورت کو دیکھ نہیں لیتی اور ایک ہی صورت کو دل سے اپنا حاصل زندگی قرار نہیں دیا جاتا اس وقت تک دو بدہا قائم رہتی ہے۔ یہ ایک ہندی لفظ ہے۔ جسے ہم تک دو ہم کہتے ہیں۔۔۔۔ جسے سرکار کے ہاں ٹھاکر پنجم سنگھ کا واقعہ پیش آیا۔ آپ نے فرمایا دو بدہا دور ہو تو مسجد اور مندر میں ایک ہی نظر آئے گا۔ سردار جی جاؤ ہر جگہ کی سر کرو ہر جگہ ایک دیکھنا دو ماہ کے بعد آنا۔ سردار جی گئے۔ مندر بھی جاتے ہیں سرکار کو دیکھتے ہیں۔ دریا میں پہاڑ میں گھر میں کھیتوں میں سرکار کو دیکھا۔ جب دوبارہ حاضر ہوئے تو سرکار نے فرمایا پنجم تم تک عرض کی حضور آیا ہوں لیکن جانے کے لیے نہیں۔ قدم بوس ہوئے۔ سرکار نے احرام عطا فرمایا۔ رسول شاہ نام رکھا اور سیاحت کی اجازت دی ان کی بستی تک کا نام بدل گیا بستی ٹھاکر پنجم سنگھ تھی اور رسول نگر ہو گئی۔ یوں ان پر ہزر راز کا پردہ اٹھ گیا۔ مگر یہ حالات ایسے ہیں جو جن پر گذرتے ہیں وہی جانتے ہیں دوسرا ان سے بے خبر ہے۔ کتابوں کی درق گردانی سے ایسے مسائل حل نہیں ہوتے۔ ان کے لیے عمل کی زندگی درکار ہوتی ہے۔

○ سرکار نے فرمایا۔ مجت میں کفر و اسلام سے غرض نہیں اس میں شریعت کو کچھ دخل نہیں۔۔۔۔

نیز عاشق کی دین و دنیا غرائب۔۔۔ مزید فرمایا کہ "ہمارے ہاں جو سی عیسائی وغیرہ سب مذاہب والے برابر ہیں۔" (اعتراض = سب برابر کیسے ہوئے؟)

جواب = اسے بھی ہم شہنشاہ دو جہاں سرور انبیاء کی ذات پاک سے ہی لیں گے۔ جن کی

شریعت ہے۔ اور جنہیں ہر لحاظ سے افضل مقام حاصل ہے۔ شریعت نہیں تو کہہ بھی نہیں۔

موجودہ مسلمان موالپنے ملک کے ذمہ اغتراف کرنا ہی جاتا ہے۔ تاریخ نسل انسانی کا مطالعہ نہیں کرتا۔ خدا تو کہتا ہے کہ میں انسان کی شرگ کے قریب ہوں تو جو خدا انسان کی شرگ کے قریب ہے تو آپ کس انسان کو جدا نہیں گے۔ جس سے بھی آپ نفرت کریں گے خدا تو اس میں موجود ہو گا۔ لہذا اہل محبت دعش ۲۷۰ گذار کی دنیا میں رہتے ہیں وہ کسی انسان کو لپنے سے جدا نہیں چھٹے۔ ان کے ہاں ہر فرد نسل انسانی میں اپنا مقام رکھتا ہے خواہ اس کا مذہب کوئی ہو آپ جس مذہب سے وابستہ ہیں اس میں آپ کا کردار اگر جامع اور بلند ہے تو کوئی باطل عقیدہ آگے نہیں پھر سکے گا۔ وہ اپنی ذات، مذہب، رسم درواج، عرمت و آبر و سب کچھ آپ کی نذر کر دے گا جسے اصطلاحاً یعنی کہا جاتا ہے۔

تاریخ روز اول سے گواہ ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں وجودوں کے مگل چرانگ روشن کرنے کے لیے ایسی شمع دیر انوں، پہاڑوں، جنگلوں اور صحراؤں میں روشن فرمانی گئی کہ روز پرداز آکر نثار ہونا شروع ہوتے ہیں صبح ان کی لاشیں ملتی ہیں (مقام فناہ) ان کی نسل، ذات، ہچاننے والے اور مذہب کی کرید کرنے والے سرددھنے رہ جاتے ہیں۔ بلال حصی کا مذہب کیا تھا اور وہ کیا بننا۔ اسی طرح کے واقعات آپ دیکھتے جائیں تو تپ چلے گا کہ بالکل درست ہے کہ

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکان خرد
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

ارشاد خداوندی ہوتا ہے

وما رسنک الارحمة للعالمين

حضور علیہ السلام رحمۃ اللعالمین ہیں رحمت اللململین نہیں۔ صرف مسلمانوں کے لیے ہوتے تو اور بات تھی۔ آپ عالمین کے لیے رحمت ہیں۔ طائف کے لوگ ہم

برساتے ہیں حضور کا وجود اطہر رخی ہے لیکن آپ پھر بھی دعا ہی فرماتے ہیں خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محبوب اگر آپ کہیں تو اہل طائف کو تباہ کر دوں۔ حضور فرماتے ہیں اے رب کریم تو نے مجھے رحمت اللعالمین کہا ہے میں کیسے کہوں کہ اہل طائف کو تباہ کر دو۔ اہل طائف کو تباہ کرنے کی بجائے یہ شعور عطا فرماد کہ وہ مجھے پہچان لیں کہ میں کون ہوں۔ حضور کے ہاں سب مذہب برابر تھے۔ سرکار عالم پناہ دارث پاک تقليد فرماتے ہیں اپنے نانا پاک کی ہند آپ نے نسل آدم کو تعلیم و تربیت سے نوازا ہے۔ مسلمان صاحب ایمان کو تعلیم کی ضرورت نہیں رہتی جو ایمان کی دولت نہیں رکھتے انہیں تعلیم کی ضرورت ہے۔ تذکرہ ثابت کرتا ہے کہ کس قدر غیر مذہب فیض سے بہرہ درہ ہوئے۔ ان پر کیا گذری وہ کیسے قریب آئے۔ ٹھاکر پنجم سنگھ کا واقعہ یا ایسے ہی غیر مذہب، جو سامنے تو کسی غیر ارادہ سے آتے ہیں مگر زیارت و ملاقاتات پر دولت دین سے جھولیاں بھر کر واپس جاتے ہیں اس کی حقیقت کوئی ان سے دریافت کرے کہ آپ نے صورت میں کیا دیکھا جس کے دیکھنے سے ارادہ میں تبدیلی آگئی۔

حضور خواجہ غریب نواز راجحستان کے ٹھنڈگر علاقے میں بحکم سرور دو عالم جا کر بیٹھ جاتے ہیں جہاں حضور خواجہ معین الدین حسن چشتی کے بغیر کوئی مسلمان نہیں تھا۔ وہاں بستے والے صرف ہندو ہی نہیں تھے خدا ہی جانے کس کس عقیدہ کے لوگ موجود تھے۔ اور کیسی کیسی مذہبی رسومات ادا کرتے تھے جس میں گانا بجانا بھی ان کے ہاں عبادت تھی۔ حضور غریب نواز نے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے انہی گانے والوں کو بلا کر ذریعہ بنالیا۔ گانے والے اکٹھا گاتے تھے لوگ جمع ہو جاتے آپ انہیں رحمت و پیار کی اور رحمت کی نظر سے دیکھتے۔ ان کی زبان سے خود بخود کلمہ شہادت جاری ہو جاتا یوں یہ سلسلہ احمدیہ کی پتھریلی زمین اور پہاڑ کی چوٹیوں سے پھیلنا شروع ہوا اور ہندوستان ہی نہیں کل عرب و ائمہ میں پھیل گیا۔ ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں نے کلمہ پاک پڑھ کر دولت دین مصطفوی سے اپنی جھولیاں بھریں۔ تاریخ ثابت کرتی ہے کہ کفر سے نکل کر تصوف کی چوکھت پر سجدہ رہنے والے انسانوں کے قلب کو وہ نور کی جلا عطا ہوئی کہ جس نے آگے نسل انسانی کے اندر حمرے گپ ماحول میں چڑھنے مصطفوی روشن کیا ان کے اسم گرامی اگر لکھے جائیں تو ایک صحیم کتاب بن جائے گی۔

سرکار عالم پناہ کے عہد کے واقعات ہی ہے شمار ہیں۔ مثلاً نماکر صائب کا واقعہ کہ مندر میں جاتے ہیں تو مورتی کی جگہ سرکار عالم پناہ کو دیکھتے ہیں گردوارے جاتے ہیں تو گرو کی جگہ سرکار کا ترکیب دیکھتے ہیں۔ مسجد میں جاتے ہیں تو محراب میں سرکار کا ترکیب دیکھتے ہیں۔ پتہ چلا کہ نماکر جیسے کافر کو ایسی کرامت کی ضرورت تھی۔ آخر وہی نماکر تائب ہو کر مسلمان ہوا اور خرقہ فقرہ، نکر رسول شاہ نام پایا اور دین سور کائنات کی خدمت کی۔ ہزاروں لوگوں کو دین اسلام میں داخل کیا اور سرکار عالم پناہ کا غلام بنادیا

○ سرکار نے فرمایا " حاجی وہ ہے جس پر حقیقت کعبہ منکش ہوئی۔"

تشريع = ہر پیغمبر اپنے اپنے دور میں خدا سے ہم کلام بھی ہوا اور کسی مخصوص نشانی سے اظہار ذات کریا کو محسوس کرتا رہا۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر روشنی سے مخلوق ہونے۔ خداوند کریم کی ہبھان روشنی اور آواز تک محدود رہی۔ لیکن پیغمبر اسلام حضور رسالت ماب اپنے مالک حقیقی سے بالشفافہ مکمل گفتگو کر کے پیغمبری کے کمال تک پہنچے۔

(ثم دنافندلی ۵) فکان قاب قوسبین او ادنی۔۔۔ القرآن

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ابتدائی نشانی کشمکش۔ پھر ایک لک و دک پہاڑی سلسلہ میں حضرت مائی ہاجرہ مسروہہ اور ایک شیر خوار بیچ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کو چھوڑنے کے حکم پر عمل پیرا ہونا۔ کس باپ کا ایسا حوصلہ، صبر اور توکل ہے اگر کوئی ثبوت ہو تو بتایا جائے۔ سوچتا پڑے گا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ضمیر میں کون کار فرمایا ہے اور جس بیچ کو دیران پہاڑی سلسلہ میں معہ مان چھوڑا جاتا ہے جہاں غذا کا کوئی بندوبست اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اس معصوم کے ضمیر میں کس ذات کا قیام ہے۔ مان صفا، ومرودہ پر پانی تلاش کرتی ہے۔ دوڑتی ہے مگر پانی کا نشان تک نظر نہیں آتا۔ معصوم کی ایذیاں رکھنے سے پانی نکلتا ہے۔ مائی صاحبہ پانی روکتی ہیں زبان سے نکلتا ہے زم زم نہ ہجتا جا نہ ہجتا جا۔ وہی پانی آج اتنی بڑی مخلوق کی پیاس بمحاجاتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مقام پر بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم بذریعہ ملائکہ ملتا ہے۔ اس خاص مقام کی نشاندہی ہوتی ہے جہاں کی مٹی سے ذات کریا نے اپنا نائب

اپنی بشریت پر لپٹنے ہاتھ سے بنایا۔ اس کی اپنی بشریت کیا تھی صاف ظاہر ہے کہ اس کی اپنی بشریت اس کے محبوب کا تصور اور تخلیل تھا جب وہ اظہار کے لیے ہر پیغمبر کو ایک جملک دکھا کر پیغمبری کا منصب عطا کرتا چلا آ رہا تھا۔ شہنشاہ دو جہاں سرور انبياء کو یہ منصب مستقل کرتے کرتے ابراہیم علیہ السلام تک لے آیا اور ہبھاں اس مقام سے آشنا فرمائیا کہ ہبھاں میراً گھر بناؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مج لپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے اس گھر کی تعمیر کرتے ہیں۔ تعمیر مکمل ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر کی تکمیل کے بعد خالق ارض وسمانے لپنے خلیل کو حکم فرمایا۔ اذن فی الناس بالحج آپ لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔ آپ نے عرض کی حکم کی پابندی کرتا ہوں میری آواز کوں سننے گا جواب ملا اذن۔۔۔ فعلی البلاغ اعلان کرنا تیرا کام ہے اس کو لوگوں کے کانوں تک پہنچانا میرے ذمہ ہے سچتا نچہ آپ نے اعلان کیا۔۔۔ فاسمع من فی اصلاح الرجال و ارحام النساء واجابه من امن ممن سبق فی علم الله ان الحج الى القيامة لیک الهم لیک۔

جو عنایت خداوندی سے سنت ابراہیم پر کعبہ شریف کی طرف جاتے ہیں کعبہ کی حقیقت ان پر روشن ہو جاتی ہے۔ حقیقت کیا ہے؟ شہنشاہ دو عالم کا جمال۔۔۔ جس کے طفیل ذات باری تعالیٰ رو برو ہوتی ہے مگر اسے تسلیم کرنا مشکل ہے۔۔۔ وہ عمل ہے کہ جب تک کسی پر وارد نہیں، ہوتا وہ تسلیم نہیں کرتا۔
○ فقیر کو نہ دوست کے لیے دعا کرنی چاہیئے نہ دشمن کے لیے بدعا" (لیکن سب فقراء دعا کرتے ہیں)

شرط = دوست جس سے محبت ہو جبے قرب حاصل ہو۔ جیسے حضور سید دو عالم کے صحابہ کرام جو قریب تر ہیں۔ وجود پاک سے ایسا تعلق ہے کہ جدا نہیں۔ لہذا دعا کی ضرورت دوستی میں ختم ہو کر ایک وجود میں گم ہو جاتی ہے۔

اگر انسان رضاو تسلیم کے ساتھ لپنے وجود پر مکمل طور پر حادی ہو جائے تو وہ کسی تکلیف کا بدلہ نہیں لیتا۔ دشمن کے لیے بدعا نہیں کرتا بلکہ دعا کر کے دشمن کو پروان چڑھانے کی اسلامی تاریخ گواہی دیتی ہے۔ (مکہ المکار طائف کے دشمنان اسلام کے

حالات و واقعات)۔ باقی پیران عظام کے حضور لوگ دعا کر داتے ہیں۔ انہیں مطمئن کرنے بھی خدا اور رسول کا حکم ہے یہ کوئی خلاف ورزی نہیں۔

○ فقری کو چاہیئے کے گذرا تعویذ نہ کرے۔ (جبکہ اکثر فقراء تعویذات کرتے ہیں)

جواب = بالکل درست حضور کافرمان ہے۔ گذرا تعویذ دم چھو چھکڑا وغیرہ جس سے روزی کا ذریعہ بننے یا کچھ حاصل ہو وہ مسلک عشق میں حرام گناجا تا ہے۔ رضا و تسلیم کے لوگ ان چیزوں سے کماں نہیں کرتے۔ آیات قرآنی کا پاس رکھنا۔ آیات قرآنی کا پانی میں بھگو کر پلانا اس زد میں نہیں آتا۔ یہ سرکار عالم پناہ کے دور میں ہوتا رہا ہے۔ امام ضامن باندھنا، آیات شفا پلانے کا سلسلہ ہر دور میں حضور نے فرمایا۔ ان تعویذات پر پابندی ہے جو روزگار کے لیے یا سفلی علوم کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ یا وہ چھاڑ پھونک جو سفلی علم کے ذریعہ کیا جائے ٹونہ وغیرہ اس میں کفر کار جان ہے۔ قرآنی آیات کی پابندی نہیں۔

○ فقری کو چاہیئے کہ بیکی، پلنگ، موندھا، ٹوپی یا پاجامہ وغیرہ کا استعمال نہ کرے۔

(لیکن کئی فقراء کو ایسا کرتے دیکھا گیا ہے)

جواب = سرکار عالم پناہ کے فقری کئی قسموں کے ہیں۔ ایک احرام پوش فقری ایسا ہے جس کا احرام مع لٹکوٹ مکمل ہے وہ خود بخود ہر چیز کا پابند ہے احرام میں جس قدر پابندیاں جی میں ہیں انہیں پوری کرتا ہے۔ سرکار عالم پناہ کی نظر بامکال کا فیض ہے کہ مکمل احرام پوش کو یار کی یاد ہی سے فرست نہیں کر وہ احرام میں اپنی مرضی کرے۔ شب و روز سوز و گداز میں محصر ہوں، جنگلوں، پہاڑوں اور میدانوں کی گردش میں سکون و آرام پانے والا وجود اگر اسے کہا جائے تو بے جانہ ہو گا۔

دوسرًا مکمل احرام پوش بغیر لٹکوٹ کے دنیادار فقری ہے جو پورا احرام ہہنتا ہے مگر دنیا سے تعلق داری بھی رکھتا ہے۔ بیکی کا استعمال بھی کر لیتا ہے پلنگ پر سو جاتا ہے بیٹھ جاتا ہے۔ بیوی ہے بچے ہیں۔ دنیادی سارا نظام ہے اس کے لیے پابندی نہیں۔ جیسے مشہور احرام پوش حضرت فقری بیدم شاہ صاحب دارثی، ابراہیم شاہ صاحب دارثی، معروف شاہ صاحب دارثی اور کئی دیگر احرام پوش۔

تیسرا احرام پوش وہ ہے جو نصف پوش ہے ایک چادر استعمال کرتا ہے قمیں

بھی استعمال کرتا ہے بنیان سو یڑہ غیرہ بھی استعمال کر دیتا ہے وہ نصف پوش ہے لہذا ہر پابندی سے آزاد ہے۔ سرکار عالم پناہ کے درویش سفید لباس میں بھی تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ مثلاً مرتضیٰ ابراہیم بیگ صاحب شیداوارثی اور منشی عبدالغفار خاں صاحب وارثی۔ اسی طرح بے شمار لوگ ہیں جن کے پاس مکمل احرام تھامن لگوٹ کے ہر طرح کی پابندی کرتے تھے عبادت و ریاضت میں بہت سے احرام پوشوں سے آگئے تھے۔ مولانا فضل حسین صاحب وارثی اور نادی مصنف مشکواۃ حقانیت اور شاہ فضل حسین وارثی سجادہ نشین شاہ عبدالمنعم قادری آپ کو ہر لباس پہننے کی اجازت تھی مگر دنیا کے بکھریوں سے آزاد تھے۔ جن لوگوں کو احرام عطا فرمانے کے بعد جو حکم ہوتا وہ بہر صورت اسے پورا کرتے۔ مثلاً کسی کو حکم ہوتا سیاحت کرو کسی کے سامنے ہاتھ ن پھیلانا۔ کسی کو حکم ہوتا آنکھ بند رکھو۔ کسی کو فرمایا ملت بولو۔ لہذا یہ ایسا حکم تھا جس پر عمل خود بخود ہوتا تھا۔

اب احرام ایک کھیل بن کر رہ گیا ہے نہ احرام دینے والے میں وہ تاثیر ہے کہ جسے احرام عطا ہو رہا ہے اس کی کایا پلٹ دے نہ لینے والے میں وہ عشق و محبت اور سوز و گداز ہے کہ وہ تصوف میں ایک انقلاب برپا کر دے آج کل تو احرام ذریعہ رزق ہو کر رہ گیا ہے ایک دن احرام حاصل ہوتا ہے دوسرے دن وارثی گھرانوں کی تلاش کرتا ہے کہ کہاں کہاں آباد ہیں۔ ایک بیگ اٹھائے ہوئے ان کے ہاں خود بخود مہمان ہوتا ہے وہ وضع کی پابندی کیا کرے گا؟ تکمیل یا موذن ڈھایا کریں پنگ قصد سے نہیں چھوڑا جاتا۔ دنیا قصد سے ترک کی جاتی ہے ان سب چیزوں کا انتظام اور خیال ہی ذہن اور قلب سے خود بخود خارج ہو جاتا ہے لوہی ایک طرف لگی رہتی ہے۔

0 سرکار عالم پناہ کا ارشاد ہے کہ ”جو نماز نہیں پڑھتا وہ ہمارے حلقة بیعت سے خارج ہے“

(اعتراف = بے شمار وارثی حضرات نماز کے تارک ہیں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے)
 جواب = ہمیں بات تو یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے کوئی بھی نماز کا منکر نہیں ہوتا تارک وہ ہے جو نماز سے انکار کرے جبکہ انکار کوئی نہیں کرتا۔ نہ پڑھنا غفلت ہے۔ میاں نور الدین صاحب وارثی بلگرامی کا واقعہ ہے کہ آپ حاضر خدمت ہوئے داخل

سلسلہ دارشیہ ہوئے حضور نے فرمایا میاں صاحب نماز پڑھا کریں۔ میاں صاحب نے عرض کی حضور اور توسیب کچھ کروں گا نماز نہیں پڑھی جاتی۔ آپ نے فرمایا چالیس دن پڑھ لو پھر چھوڑ دینا۔ لہذا چالیس دن پڑھ کر میاں صاحب وصال فرمائے۔ حضور میاں اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے عرض کی حضور میاں نور الدین وصال پا گئے۔ حضور نے دریافت فرمایا اوگھٹ شاہ انہیں کتنے دن ہوئے بیعت ہوئے۔ عرض کی حضور وہ چالیس دن کی نمازیں پوری کر گئے۔ آپ نے فرمایا شکر ہے وہ بے دین نہیں مرا۔

آج تک آپ نے بیعت سے کسی کو خارج نہیں ہونے دیا۔ نماز پڑھواليتے ہیں ان کی حضوری میں صوم و صلوٰۃ کی پابندی خود بخود ہو جاتی ہے۔ جس قسم کی نمازیں (دکھاوے کی) وقت حاضر میں مسلمان ادا کر کے لوگوں کے سامنے مظاہرہ (بے عملی کا) کرتا ہے وہ نمازیں بھی جہنم میں لے جائیں گی۔ جو بے سوز بے لذت نمازیں ہیں۔

(فوبیل للمسلین ۰ الذین هم عن صلاتهم ساهون ۰ الذین هم يراؤن۔ القرآن)

اصل نماز کی حقیقت اہل درد ہی بتاسکتے ہیں۔ سرکار وارث پاک کے ہاں ایمان سے خارج کرنے کا نظام نہیں ہر جرم معاف فرمائے پر وان چڑھانا دستور ہے۔ وارثی ہونیکے بعد وہ کسی کو بے دین مرنے نہیں دیتے۔ دستور حیات کے لئے ہر چیز کی تاکید فقیر اپنا فرض کرھتے ہوئے لازمی کرتا ہے۔ اب یہ ہر پیروکار کا کام ہے کہ وہ بھی اپنا فرض عملاً نجاتے۔

○ سرکار کا ارشاد ہے کہ "فقیری خنکہ پر ہے۔"

وضاہت = خنکہ بھات زبان کا لفظ ہے۔ جسے اردو میں اظہار حسن کہا جاتا ہے۔ یہ ٹھیکیہ زبان کا لفظ ہے۔ پوربی زبان میں حسن پرست زیادہ استعمال کرتے ہیں جماںیاتی قرب وجہ فقیری بنتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ فقیری خنکہ پر ہے۔

○ سوال = کئی فقراء دیکھنے میں آتے ہیں کہ ان میں اکثر تو سلسلہ کی بنیادی قسم کی معلومات اور سرکار کے متعلق بھی نہیں جانتے۔ اسی طرح کئی بالکل شریعت و طریقت سے نا بلد ہیں۔ تو ہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سرکار حضور عالم پناہ کے ہاں فقر کا معیار کیا ہے اور فقراء کے کیا فرائض ہیں؟

جواب = وقت حاضر میں اپنی اپنی پسند کے لحاظ سے فقر میں عجیب عجیب چیزوں کو داخل کیا جا رہا ہے جو سرکار کے زمانہ میں نہیں تھیں۔ سرکار عالم پناہ کے وقت بھی نا بد فقر ا۔ تھے جو علم سے بے بہرہ تھے مگر سرکار قبلہ عالم کے ہاں سے انہیں اس لیے بس فقر عطا ہوا کہ وہ محبت و عشق میں گھر بارہر چیز کو خیر آباد کہہ کر حضور کے دراقدس پر بیٹھ گئے۔ پھر انھیں نہیں۔ انہیں سرکار عالم پناہ کے حضور رزق بس رہائش باعتہ ملتی تھی آرام و سکون ملتا تھا۔ خود مختار زندگی میر تھی۔ معمول شب دروز سرکار عالم پناہ کے رو برو رہنا اپنی اپنی وضحداری میں وقت کو گذارنا حضور کی مجلسِ محفل سے سبق لے کر عمل کرنا تھا۔ اگر کسی کو سیاحت کا حکم ہوا تو وہ سیاحت کے لیے نکل گیا مگر سیاحت کا مطلب یہ نہیں ہوتا تھا کہ واقفیت کے علاقوں میں جاؤ۔ مریدین اور وارثی خانوادوں کے پاس رہو خدمت کر اور ادا مل اور دوسرے گاؤں چلے جاؤ۔ سیاحت کا مقصد تھا نفس کا جہاد ہے سرو سامانی میں توکل اور تسلیم و رضا کی زندگی اور عرصہ دراز تک۔۔۔۔۔ یا حکم ہوتا تھا روزہ رکھو۔ معیار نہیں کب تک رکھو۔ صرف حکم ہے روزہ رکھو۔ عرصہ دراز تک فقر ا۔ روزہ میں رہتے مجاہدات کا سلسلہ ساتھ چلتا رہتا تھا۔ وقت حاضر میں آج بیت ہوئے کل احرام ملا اگلے روز احرام پوش وارثیوں کے گھروں میں پیر بن کر بستر پنجھا کر آرام فرماتا ہے۔ گھر والوں کے لیے حکم ہے کہ فقیر شکیہ نہیں رکھتا رضائی رکھ لیتا ہے۔ حالانکہ رضائی سے شکیہ سے زیادہ آرام ملتا ہے۔

سرکار عالم پناہ کے وقت ضعیفی کمزوری کے زمانہ میں فقر ا نے کوشش کی کہ سہانے میں رضائی رکھی جائے۔ رضائی رکھی جاتی تھی مگر آپ سر مبارک رضائی سے نیچے رکھتے تھے۔

قبلہ عالم کے ہاں تو اصول تھا کہ کوئی احرام لایا تو وہ تبدیل کیا اور اترا ہوا احرام تبرکات قسم فرمادیا۔ اگر احرام اس غرض سے پیش ہوا کہ تبدیل کروایا جائے اور احرام پہنایا جائے تو حضور اپنا اترنا ہوا احرام پہناتے اور نام تبدیل فرماتے جس کے ساتھ ہی فقیر ہونے والے کی قلی کیفیت میں انقلاب برپا ہو جاتا اور یکسر فقیر ہونے والے کی زندگی بدل جاتی ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان کی زندگی ہیلے کچھ اور تھی احرام کے بعد وہ صاحب ولایت ہوئے۔ قدرت کا کرشمہ سامنے دیکھنے کو ملا۔ وقت حاضر کی

جدیلی سلسلہ وارثی کو بدنام کر رہی ہے یہ احرام پوشی فقری نہیں بلکہ فریب ہے جس کے ذریعے یہ احرام پوش دولت کانے گھروں سے اٹلتے۔ جھوٹ فریب سے کمانی کر کے وقت گزار رہے ہیں کوئی بات کہتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے۔ یہ دوسروں پر تحقیق کرتے ہیں اپنا حال بتانے سے گھرباتے ہیں۔ مگر ہے کار ساز کا اور مرشد کا کرم کہ ہم اس وبا سے پاک زندگی بسرا کر رہے ہیں۔ کسی احرام پوش کے معاملہ میں کبھی دخل نہیں دیا جائے کبھی کسی حلقة کا نام استعمال کیا ہے۔

اکثر لوگ ابھی تک جو اس وقت سلسلہ میں کمزوری آرہی ہے اس سے ناداقف ہیں جن لوگوں کی وجہ سے یہ نقصان پہنچ رہا ہے ان کے نام لکھنے کی ضرورت نہیں۔ سرکار عالم پناہ جانتے ہیں ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے احرام ہن کر سرکار وارث پاک کا نام لے کر ۱۹۵۶ء مارچ سے ابتداء کی اور ۱۹۹۹ء تک سلسلہ عالیہ کی تعلیم و تبلیغ مشرق سے لے کر مغرب تک پہنچائی۔ مجھے غرض نہیں کہ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے غرض فقط یہ ہے کہ سرکار قبلہ عالم راضی ہوں آپ کی خوشی کے ساتھ اپنی نجات ہے۔ کچھ آپ کے سوالات سے آگے قرآن پاک سے ابتداء ہے۔

ان الذين كفروا سواه عليهم انذر لهم لم تنذرهم لا يوم منون ۰
ترجمہ = بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔
دوسری جگہ خبر دی گئی کہ

کلابل ران على قلوبهم ما كانوا يكتبون ۰
ترجمہ = بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمایوں نے۔
فرمان سرور کو نین ہے

الشيخ في قومه كالبني في امتها (بحوث العلوم= امام عزّال)

یعنی شیخ کی اپنی جماعت میں وہی حیثیت ہوتی ہے جو نبی کی اپنی امت میں۔

انبیاء علیہم السلام نے مخلوق خدا کو توحید کی دعوت دی ہے وہ اہتمامی بصیرت پر مبنی ہے۔ انہوں نے ہر شخص کو اس کے مقام اور درجے پر رکھا ہے۔ اس طرح شیخ کو بھی اپنی دعوت میں بصیرت پیدا کرنی چاہئے۔ اور ہر شخص کو ایسی غذاء دے جس سے

اس کی دعوت کا مقصد اور مراد پوری ہو پس جس وقت کوئی کامل ولی اللہ اپنے مرید کو ریافت کی ایک مخصوص عرصہ کی تربیت کے بعد خرقہ پہنانے کا تو اس کے لیے درست اور رواہوں کا۔ خرقہ فقر پہنانے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ طالب اسے ایسا کفن سمجھے جس سے زندگی کی تمام لذتوں کی امیدیں ختم ہو گئی ہوں۔ دل زندگی کی خوشیوں اور راحتوں سے آزاد ہو گیا، ہو پوری زندگی اطاعت حق کے لیے وقف ہو گئی، ہو اور تمام خواہشات سے کلی طور پر انقطاع کر لیا گیا ہو۔ جب اس حال میں مرید پیر کے رو برو جائے تو مرشد برحق خلعت فقر عطا فرماتا ہے اور دل سے چاہتا ہے کہ مرید کو فینیں سے نوازے۔ خرقہ فقر کے لیے یہ بھی ہے کہ خرقہ پہنانے والا میدان طریقت میں اتنی قوت کا مالک ہو کہ ایک ہی لگاہ شفقت سے یہ گانے کو آشنا کر دے اور اگر یہ خرقہ فقر کسی گناہ کار کو عطا ہو جائے تو وہ ولی اللہ ہو جائے اس کی کایا پلٹ جائے۔ قلبی کامات کا روشن ہونا اور چیز ہے رسم خلافت آسان ہو جو زمانہ میں پھیل چکی ہے جس کے اثرات ظاہر ہیں کہ تصوف کا معیار گرتا نظر آ رہا ہے۔

حضور داتا گنج بخش فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے مرشد برحق کے ہمراہ تھا آزر بایجان کے علاقہ سے گذر رہے تھے دیکھا کہ دو تین خرقہ پوش فقیر گندم کے کھلیاں پر اپنے خرقہ کا دامن پھیلائے کھڑے ہیں تاکہ کاشتکار اس میں گندم ڈال دے مرشد کی لگاہ ان پر پڑی تو فرمایا۔

اولنک الذین اشتتر والضلالة بالهدی فمار بحث تجارتہم وما کانوا مهتدیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بد لے گرا ہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہیں جانتے (القرآن)

حضور داتا صاحب فرماتے ہیں میں نے شیخ سے عرض کی حضور یہ لوگ کیوں اس مصیت میں گرفتار ہوئے اور مخلوق کے لیے باعث ذلت بنے۔ آپ نے فرمایا ان کے پیروں کو مرید بڑھانے کی عرص ہے انہیں متاع دنیا جمع کرنے کا لائی اور ہوس ہے کوئی بھی ہو بے حقیقت دعویٰ ہو س پروری نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت جنید بغدادی تحریر فرماتے ہیں کہ بغداد میں ایک مشہور درویش تھے۔

مرتعش رحمۃ اللہ علیہ سے جو اپنے وقت کے کالمین میں شمار ہوتے تھے وہ ایک دفعہ بغداد

کے ایک محلہ سے گذر رہے تھے۔ پیاس لگی ایک بڑے دروازے پر پانی کے لیے کہا۔
 ایک لاکی پانی لے کر آئی پیا اور محسوس کیا کہ میرا دل اس حسن و جمال کا اسری ہو چکا ہے
 چنانچہ وہیں بیٹھ گئے۔ اتنے میں گھر کا مالک آگیا اپنے فرمایا مجھے سخت پیاس لگی تھی
 تمہارے گھر سے پانی پیا مگر ساتھ ہی میرا دل قید ہو گیا۔ اس شخص نے کہا جس لاکی
 نے آپ کو پانی پلایا وہ میری بیٹھی ہے میں اسے آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ حضرت
 مرتعش دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور نکاح کر لیا۔ وہ
 گھر والا بغداد کے مالداروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے حضرت مرتعش کو فوراً حمام میں
 بھجوایا۔ انہیں خوبصورت پوشک پہنائی اور ان سے فقیروں والا جیوندگا لباس اتروادیا
 جب رات ہوئی تو حضرت مرتعش نماز کے لیے اٹھے آپ نے ارادہ کیا کہ چھلے نماز اور
 ضروری اشغال واورا دادا کر لوں اتنے میں یکاں چھننے لگے کہ لاڈ میرا خرقہ۔ جلدی لاڈ
 میری گڈڑی گھر والوں نے پوچھا کیا ہوا فرمانے لگے مجھے غیب سے آواز آرہی ہے کہ تو
 نے ہماری مرضی کے خلاف ایک نکاح اٹھائی تو ہم نے تیرے ظاہر سے اصلاح کا لباس اور
 اپنی دوستی کا خرقہ اتار لیا ہے اگر دوسری مرتبہ نظر کرے گا تو ہم تیرے باطن سے اپنی
 آشنا کانور بھی چھن لیں گے۔

جو لباس قرب خداوندی اور اولیاء اللہ کی اتباع میں پہنا جائے ہمیشہ مبارک
 ہوتا ہے اگر اس لباس کے حقوق کو پورا کر سکے تو پہنا جائے ورنہ دین کی محافظت ہی
 کافی ہے۔ اولیاء اللہ کے لباس میں خیانت کرنا کسی طور بھی جائز نہیں کیونکہ کسی
 دوسرے دعوے کے بغیر صرف چچا مسلمان رہنا ولایت کے جھوٹے دعوے سے یقیناً
 ہہتر ہے۔ صوفیاء کا لباس دو قسم کے لوگوں کے لیے جائز ہے۔ تارکان دنیا کے لیے اور
 مشتاقان مولا کے لیے۔ مشائخ عظام کا دستور ہے کہ جب کوئی ارادت مند برکت کی
 خاطر ان سے اپنی نسبت اور تعلق قائم کرتا ہے تو چھلے چہل ایک عرصہ تک اسے ادب
 کی تعلیم صحبت میں دی جاتی ہے۔ اگر محبت اور سوز و گذاز سے ادب کی رواس کے اندر آ
 جائے تو دوسرا طریقہ اسے بتایا جاتا ہے۔ اگر سوز و گذاز ایک عرصہ تک نہ پیدا ہو تو اسے
 ہدایت کی جاتی ہے کہ گھر جاؤ اور دنیا میں رہ کر خدا اور رسول کو یاد کرو۔ اپنے شب و روز
 گزارو۔ جو لوگ ادب کا مقام طے کر لیتے ہیں پھر انہیں تعلیم اطاعت دی جاتی ہے۔ جسے

طریقت کے میدان میں اطاعت حق کہا جاتا ہے۔ اذکار کا شغل جو دل کو روشن کرے عبادات ریاضات قلبی ذکر اور روزے سیاحت وغیرہ۔ اگر وہ یہ بھی پورا کر لے تو اس کے بعد دل کی نگہداشت۔ اس لیے کہ دل میں خزانہ جمع ہو چکا ہے اس کی حفاظت کی جائے تاکہ کوئی لوٹ کر نہ لے جائے۔

ملائق کی خدمت اس وقت ممکن ہو گی جب وہ اپنے آپ کو خادم اور ساری ملائق کو مخدوم کے درجہ میں سمجھے گا۔ یعنی بلا امتیاز ہر شخص کو اپنے آپ سے بہتر سمجھے اور اس کی خدمت کرے۔ بلکہ اس خدمت کو اپنے آپ کے لیے واجب سمجھے پھر اس خدمت کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر اور افضل نہ سمجھے کیونکہ اس میں بنا نقصان کوتاہی اور زیان کاری ہے اور یہ آفات زمانہ لاعلاج مرض ہے۔

یخ طریقت بن کر نکلنا نہایت مشکل ہے تصوف میں اسے دوسرا حجم کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ مشائخ طریقت دلوں کے طیب ہیں اور اگر طیب کو سرے سے مریض کی بیماری کا بھی علم نہ ہو سکے تو وہ اس کا علاج کیا کرے گا۔ اسے ہلاک کر ڈالے گا کیونکہ نہ تو اسے مریض کی دوا و غذا کا پتہ چلے گا اور نہ ہی اس کی پرمیز کا۔ غلط طریقہ علاج سے مریض کو ہلاک کر ڈالے گا۔

سرکار عالم پناہ جہاں باقی فرمان سامنے لاتے ہیں وہاں زیادہ زور اس پر دیا جاتا رہا کہ ہمیں یاد رکھنا۔ یہ جملہ فرماتے ہوئے اپنے رخ انور پر دست مبارک پھریتے تھے۔ پتہ یہ چلتا ہے کہ کائنات کا سارا نجور صورت میں ہے صورت ہی کفر کے گڑھے میں پھینکتی ہے صورت سے ہی کمال حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ ذات رو برو آکر آنکھ کان ناک زبان پاؤں ہاتھ بن جاتی ہے۔ جس سے وہ سنتا، دیکھتا، محسوس کرتا، پکڑتا اور چلتا ہے ایک جگہ فرمان ذات باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ

وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفْلَامٌ تَبَصِّرُونَ ۝ یعنی وہ تمہارے اندر ہے اندر کیوں نہیں دیکھتے۔ نَزَّلْنَا إِلَيْكُمْ مِّنْ حَلَبِ الْوَرِيدِ ۝ یعنی ہم انسان سے اس کی رُگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ایک اور جگہ فرمان ہوتا ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی جاؤ۔ مزید فرمایا گیا۔ اینما تولو افشم وجه اللہ یعنی جس طرف دیکھو اللہ ہی اللہ ہے۔ اسی طرح جو اپر بیان کردی گئی ہے۔ بخاری

شریف میں یہ حدیث قدسی دیکھی جاسکتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ میری عبادت ریاضت میں میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں اس کے قریب ہو جاتا ہوں یہاں تک کہ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ مجھ سے پکڑتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں وہ مجھ سے بات کرتا ہے۔ اس حدیث کو بندگان خدا حدیث قرب عبارت و نوافل کہتے ہیں۔ اس میں فنا فی الصفات کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات میں فنا ہونا۔ ایک حدیث مبارکہ اور سامنے آتی ہے جس میں حکم صادر فرمایا جا رہا ہے تخلقو با خلاق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے جو اپر گذر چکا ہے یعنی حق تعالیٰ کی بصر تمہاری بصر بن جائے اس کا سمع تمہارا سمع بن جائے (یعنی ہر عضو ہر کام اس انداز سے کرو جس انداز سے کرنے کا حکم خدا دیتا ہے تو پھر تمہارا ہر قول و فعل اس کی ذمہ داری ہوگی۔ بمصداق و مار میت اذر میت ولکن اللہ می (القرآن)

۱۰۷

ه گفته او گفته الله بود سه گرچه از حلقوم عبد الله بود

دوسری حدیث میں آیا ہے قلب المؤمن عرش اللہ یعنی مومن کا قلب عرش الہی

ہے۔ نبی حدیث قدسی ہے کہ

لایعنی ارضی ولاسمانی ولکن یعنی قلب عبدی المومن
 یعنی نہ میں لپٹے آسمانوں میں سما سکتا ہوں اور نہ زمینوں میں بلکہ لپٹے بندہ مومن کے
 قلب میں سما سکتا ہوں۔ ذرا غور فرمایا جائے قلب مومن کس قدر وسیع ہے جس میں
 ذات لا محدود سما سکتی ہے۔ جب حق تعالیٰ قلب مومن میں سما سکتے ہیں تو قلب مومن
 بھی لازماً لا محدود ہونا چاہیئے۔ (سمئے تو دل عاشق پھیلے تو زماں ہے) اس کے نیک بندوں
 اور صاحب عبادت و ریاضت بزرگوں کا اگر یہ عالم ہے تو جن کے متعلق سینکڑوں سال
 پہلے بزرگوں کے ذریعہ ہی خبر پہنچتی ہے کہ پانچ پشت بعد میرے خاندان میں ایک ایسا
 چراغ روشن ہو گا جس کی روشنی مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلے گی۔ اندازہ کرنا
 انسان کے لیے مشکل ہے کہ اس ذات کا اصل مقام کیا ہے۔ اس کے لے انسان کی

وستگیری کوئی مشکل کام نہیں۔ وہ ذات کریما کی کل کائنات پر باذن اپنی گرفت بہت مضبوط رکھتا ہے۔ سلطان وقت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی نوازشات کا سلسلہ اس کے دنیا میں تشریف لانے سے قبل شروع ہو گیا اور وہ خود پیدائش سے پہلے کی اپنی نوازشات کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ نسل آدم کا رخ اصل سمت کی طرف موز کر حقیقت کار ساز سے آشافرما کر گم کر دہ راہ مخلوق خدا کو منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ جس کی حقیقت سے کوئی اہل ذوق انکار نہیں کر سکتا۔ نہ ہی کسی صاحب علم کے پاس اس کے انکار کا کوئی مدلل جواب موجود ہے۔ سرکار عالم پناہ کی زندگی پاک ہمارے سامنے ایک ایسا کردار ہے جو ثابت کرتا ہے کہ کمال حقیقت آشانی میں اپنا جواب آپ ہے کہ ذرا سی لب کشانی سے انسانی زندگی کفر سے تبدیل ہو کر اسلام کی راہ پر چل نکلتی ہے۔ ایک لگاہ اپنا اثر دکھاتی ہے کہ کافر خود بخود کلمہ طیبہ کا ذکر شروع کر دیتا ہے۔ اور حقیقت آشنا ہو جاتا ہے۔ سرکار عالم پناہ کے حضور ہزاروں بے دین آئے اور دین محمد مصطفیٰ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو کر محبت اور سوز و گذاز حاصل کر کے مکمل اسرار کی زندگی حاصل کی اور آگے نسل انسانی کو راہ ہدایت دکھانے والے بنادیئے گئے اگر کوئی کہے کہ میں حضور سرکار عالم پناہ کی ذات کو سمجھتا ہوں تو غلط ہو گا۔ ہم یا ہمارے جیسے وقت حاضر کے فقیر جو اپنے آپ کو بڑے مرتبہ پر سمجھتے ہیں ان کا اور اس سرکار عالم پناہ کی ذات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ سرکار وارث پاک کی ذات جن صفات کی مالک ہے وہ گنتی سے باہر ہیں۔ انسان تو انسان ہے جنات، حیوانات، چرند، پرند، درند، حشرات الارض ہر مخلوق باذن آپ کی تابع اور تصرف میں ہے۔ جس مخلوق کو حکم دیا وہ پابند ہو گئی۔

سرکار وارث پاک کے ایک فقیر جنگلی شاہ صاحب دارثی ہوئے ہیں جنہیں حکم تھا کہ جنگل میں رہو۔ جنگل کی مخلوق سے تعلق رکھو وہ ساری زندگی جنگل میں رہے اور جنگلی مخلوق درند پرند ان کی مجلس میں ہر روز رات اکٹھے ہو جاتے تھے۔ جنگلی شاہ صاحب ہرزبان سے واقف تھے۔ سرکار سے جب دریافت کیا جاتا تھا کہ جنگلی شاہ سب زبانیں جانتے ہیں تو حضور فرماتے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فیض ہے ان کو ۔۔۔ ہر مخلوق کو رہنمائی کی ضرورت ہے ہم نسبت رسول اللہ رکھتے ہیں لہذا ہر مخلوق کی خبر گیری لازم ہے ورنہ پر شش ہو سکتی ہے۔

اب آخر میں سرکار حضور عالم پناہ کی جو تعلیم ہمیں دی گئی اس کا تھوڑا حصہ تحریر کر دیتا ہوں۔ حضور میاں او گھٹ شاہ صاحب قبلہ ہمیشہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ سرکار حضور عالم پناہ نے مجھے فرمایا = او گھٹ شاہ سنو سنو ہم آل رسول ہیں اولاد حسن و حسین ہیں نسبت مشکل کشائی ہمارا مقدر ہے ہمارے ہاں کوئی محروم نہیں رہے گا۔ جس کی قسم میں جو حصہ ہے وہ اسے ملے گا۔ اور اگر زندگی میں نہیں ملا تو مرتبے وقت ضرور ملے گا۔ اگر مرتبے وقت نہ ملا تو اس کی قبر میں ضرور ٹھونس دیا جائے گا۔ فرمان ہوا راہ محبت میں ہیاں بھی ساتھ ہیں قبر میں بھی ساتھ ہوں گے۔ حشر میں بھی ساتھ رہے گا۔ او گھٹ شاہ یاد رکھو فقیر کو چاہیئے ہر حال میں خوش رہے اور زندگی کے دن کاٹ دے۔ تکلیف ہو تو شکایت نہ کرے اور آرام ہو تو شکر بجالائے۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ فقیر کو چاہیئے نہ تکلیف سے گھبرائے اور نہ شکایت کرے کیونکہ محبوب کی دی ہوئی چزے

غمبراناجت کے منافی ہے اور محبوب کی شکایت مشرب عشق میں کفر ہے۔

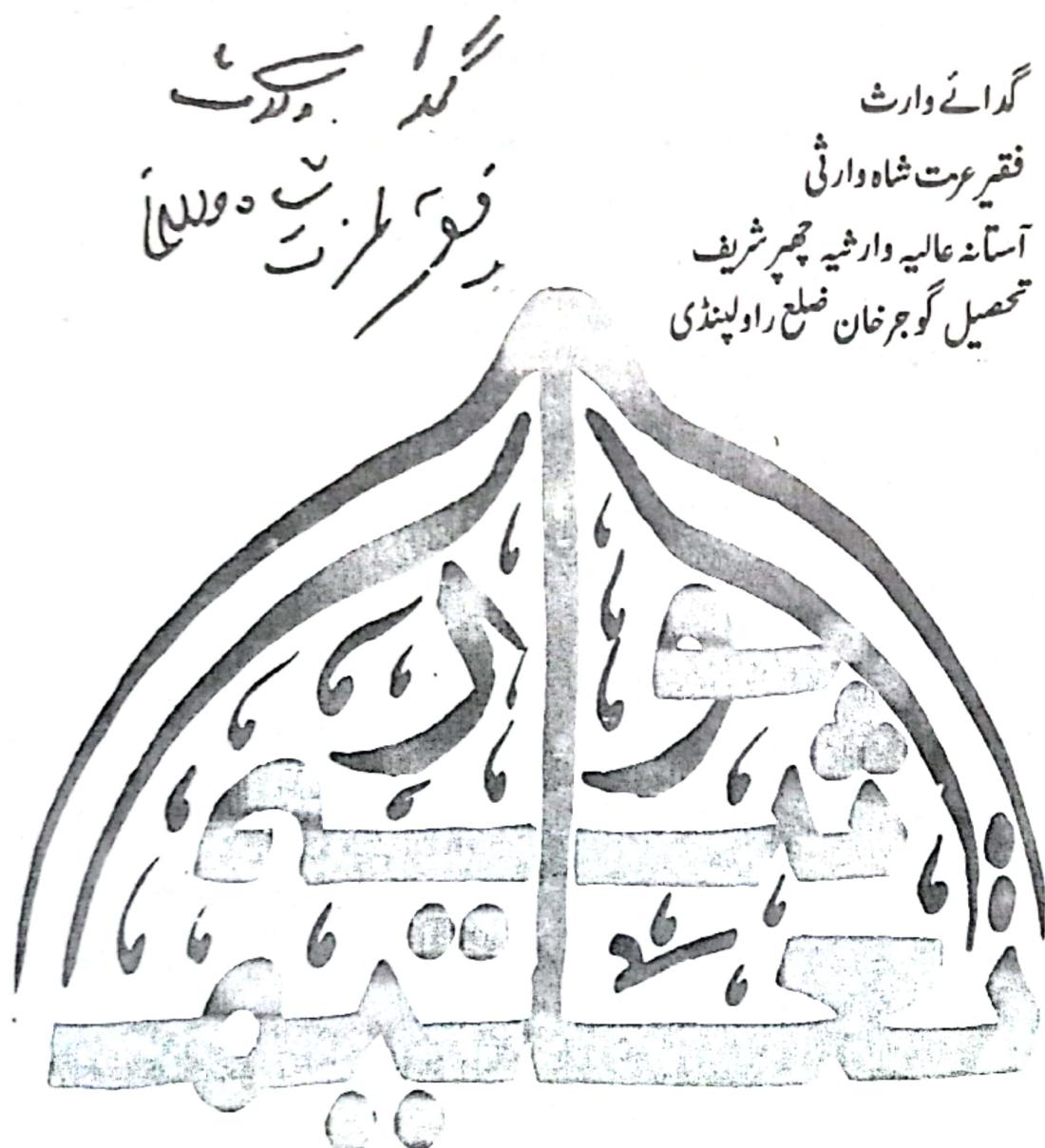
ہر روز کی صبح کی مجلس میں خاص فرمان ہوتا تھا کہ بڑی فقری یہ ہے کہ مر جائے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ فقری کو چاہئے کہ کسی کی چیز کو خیانت کی لگاہ سے نہ دیکھے فقری وہ ہے جو انگر رہے فقری وہ ہے جو اپنی بستی میں رہ کر نیک نام رہے اور اپنے خویش و اقربا کا ممنون نہ ہو سب کے ساتھ ان کی بھی دشمنی کرتا رہے فقری جہاں رہے لاطبع رہے۔ فرمایا مقام فقری ہبت بذا مقام ہے۔ اکثر لوگ دھوکا میں بستگا ہیں۔ فقری اہلیت کرام علیہم السلام سے ہے جس کی ابتداء ہماری بی بی فاطمۃ الزہرہؓ سے ہے اور امام عالی مقام حسین علیہ السلام کے ذریعے سے یہ فنیں کائنات میں جاری ہے۔ جس نے دل سے ہمچنان لیا وہ فقری ہے جو بے بہرہ رہا وہ لباس فقر کے بعد بھی نامراد ہے۔ فقری وہ ہے جس کی کوئی سانس یاد مطلوب سے خالی نہ جائے۔ زور دار طریقہ سے ارشاد فرمایا فقری کو لازم ہے کہ دنیا کے واسطے کوئی کام نہ کرے اور خدا اور اس کے محبوب رسولؐ کے لیے جان تک دے دے۔

حضور سرکار عالم پناہؓ ایک دن شام کو میاں او گھٹ شاہ صاحبؓ قبلہ کو آواز دے کر بلاتے ہیں کہ او گھٹ شاہ ہمارے پاس آؤ سنجو شخص اپنا کام آپ کرنا چاہتا تو اللہ میاں بھی اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور جو اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ دیتا تو اسے اللہ کی ذات خود کرتی ہے۔ پس یاد رکھو جو کام کرو اللہ کے بھروسہ پر کرو۔ یہ بھی یاد رکھو یقین کے ساتھ خدا کو اپنا دو گار جانو (و کفی باللہ و کیلما) خدا ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ خیر و شر اسی کی جانب سے ہے۔ مگر تصدیق اس کی مشکل ہے۔ خدا تم میں ہے مگر تم دیکھ نہیں سکتے فی انفس کم افلات بصر و ان ایمان خدا اور اسی کے حسیبؓ کی محبت کا نام ہے۔ عشق وہی ہے کب سے نہیں حاصل ہوتا۔ محبت میں شاہ و گدا فرق نہیں رہتا۔ جیسے محمود و ایاز کا واقعہ ہے۔ رضاۓ یار عاشق کا ایمان ہے۔ جس کو اپنی خواہشات کی خبر ہے۔ وہ عشق سے بے خبر ہے۔ سنو سنو عاشق یار سے خبردار اور موجودات سے بے خبر رہتا ہے۔ معشوق کی جفا عاشق کے لیے عطا ہے۔ جب تک خود پرستی ہے پیر سے حجاب رہے گا۔ خود پرستی حجاب کو بڑھاتی اور مقصود سے دور رکھتی ہے۔ تاکید سے فرمایا او گھٹ شاہ یاد رکھو میری اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے

مل جاتا ہے جب تک قطرہ نہیں ملتا قطرہ رہتا ہے جب مل جاتا ہے تو وہی قطرہ دریا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھنا فرباس میں نہیں قلب کی حضوری کا نام ہے۔ لباس کو امجاز بخورد کی پاکیزگی سے ملتا ہے۔ وجود کی پاکیزگی قلب میں حضور رسالت ماب نحمد مصطفیٰ مل ائمہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے ہوتی ہے۔ نسل آدم کے سینے کے اندر تعمیر کعبہ کر کے چراغِ مصطفویٰ روشن کرنا ہمارے ہاں فقیری ہے اس کے بغیر سب بہر دپ ہے۔

محبت سے خالی انسان نہیں، ہوتا جیوان ہوتا ہے۔

میں نے کافی سے زیادہ لکھ دیا ہے۔ جو یاد تھا اگر اس مضمون کو عملی شکل دی جائے تو کبھی ہو نہیں سکتا کہ ناکامی ہو۔ اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ میں اپنے مضمون کو ہماں ختم کرتا ہوں۔ حضور ہم سب پر کرم فرمائیں۔



محبت

فجبک راحتی فی کل حین

و ذکر ک مونسی فی کل حال

(الحب اساسی = الحدیث)

○ محبت کرو، محبت ا محبت ہے تو سب کچھ ہے محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

○ محبت میں ماں، باپ، مال و دولت اور دین و دنیا سب کچھ چھوٹ جاتا ہے۔

○ محبت میں ادب و بے ادبی کا فرق نہیں۔

○ محبت وہ چیز ہے جس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

○ محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی پاس ہے۔ (المرمع من احباب = الحدیث)

○ محبت عین ایمان ہے۔

○ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔

○ جس کو سب شیطان کہتے ہیں راہ محبت میں دوست بن جاتا ہے۔ دشمن نہیں رہتا۔

○ محبت میں انتظام نہیں۔ جہاں انتظام ہے وہاں محبت نہیں۔

○ جو کچھ ہے لگاؤ (محبت) ہے باقی جھگڑا دکھلاوا ہے اگر لگاؤ نہیں تو کچھ نہیں۔ دنیاداری اور دکانداری ہے۔

○ زبانی پڑھنا لکھنا اور ہے اور قلبی محبت اور چیز ہے زبانی پڑھنے لکھنے سے کچھ نہیں ہوتا محبت عجیب چیز ہے۔

○ توجہ ایک رنگ ہے گرمی ہے۔

○ محبت ہے تو توجہ کام کرے گی اور جس قلب میں محبت نہیں اس پر کیا اثر ہو گا۔

○ دل سے ایک ہیں۔

○ خدا کی محبت میں خوشی سے تکلیف اٹھاؤ۔

○ محبت کا خاصہ یہ ہے کہ محبوب کا نقش بھی ہنس معلوم ہوتا ہے۔

○ تم خدا کو ہمیشہ محبت سے یاد کیا کرو۔

- محبت بھی خدا کا ایک راز ہے۔
- بام حقیقت کا زینہ محبت ہے۔
- جو تم سے محبت کرے تم بھی اس سے محبت کرو۔
- تم نے محبت میں دین بھی کھویا اور دنیا بھی برباد کی۔
- محبت محب کی زبان میں قفل لگادیتی ہے کہ حقیقت کا اظہار نہ کرے۔
- فرشتوں کو محبت جزوی ملی اور انسان کو محبت کامل عطا ہوئی۔
- اگر محبت ہو تو ہر چیز میں محبوب کا جلوہ دیکھے۔
- محبت ہی کہ سبب انسان اشرف المخلوقات ہوا۔
- اگر محبت ہے تو مسجد اور مندر (ہر جگہ) ایک ہی جلوہ نظر آئے۔
- جو محبت میں برباد ہوا حقیقت میں وہی آباد ہوا۔
- محب صادق کے لیے ہر ذرہ معرفت کا آئندہ ندار ہوتا ہے۔
- محبت انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔
(حب کشی یعنی ویصم۔ الحدیث)
- محبت میں عقل زائل ہو جاتی ہے۔
- محبت کو خبر ذات کے صفات سے تعلق نہیں رہتا۔
- انسان نے جب محبت کا بارگراں اٹھانا قبول کر لیا تا سر کار شاہد بے نیاز نے ظلوماً جھولا کا خطاب دیا۔
- اگر محبت کامل ہے تو ایمان بھی کامل ہے اور اگر محبت ناقص ہے تو ایمان بھی ناقص ہے۔
- جس دل کو محبت سے سروکار ہوتا ہے اس دل میں عداوت کی گنجائش نہیں رہتی۔
- محبت کا تقاضا ہے کہ اس راہ میں اگر تکلیف ہنچے تو اس کو راحت جانے۔
- محبت میں کفر و اسلام سے غرض نہیں اس میں شریعت کو کچھ دخل نہیں۔
- محبت کا اثر تین پشت تک رہتا ہے۔
- دنیا کی محبت انسان کو حیوان بنادیتی ہے اور خدا کی محبت سے انسان فرشتہ صفت ہو جاتا ہے۔

○ میرے ہمار تو محبت ہی محبت ہے۔

مجبت ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مجبت ہے تو کچھ دور نہیں جاؤ گم نہ کر دے۔

۱۰ اگر خیال پختہ اور محبت صادق ہو تو فراق بھی عین وصال بن جاتا ہے۔

○ محبت کرو، کسب سے کچھ نہیں ملتا، ایمان محبت کاملہ کا نام ہے۔

○ کسی کی عداوت کو دل میں جگہ نہ دو جس کی قسمت میں جو ہے وہ ضرور ملے گا اگر

زندگی میں نہ ملائے تو مرتے وقت، اگر مرتے وقت نہ ملائے تو قبر میں ٹھونس دیا جائے گا۔

۰ عشق و محبت کا سبق پڑھو۔

○ جبکہ ہی ارادت کی بنیادی شرط ہے۔

○ کسی کو براہ مکھو مجت کاروپ یہ ہے کہ معشوق کی جس چیز کو عاشق دیکھے وہ اچھی معلمہ ہو جائے اک محنت گ لائے گا۔

سکھاوم ہو جیسا کہ بجنوں سکھ لیلی کی نسبت سے پیار کرتا تھا۔ تم بھی خالق کی نسبت
اگر مخلوق کے احتجاج نہ کر کے گتھنا کر لے۔

سے ارکلووی لو اپی لظر سے دیکھو گے تو قلب کی حالت تبدیل ہو جائے گی۔

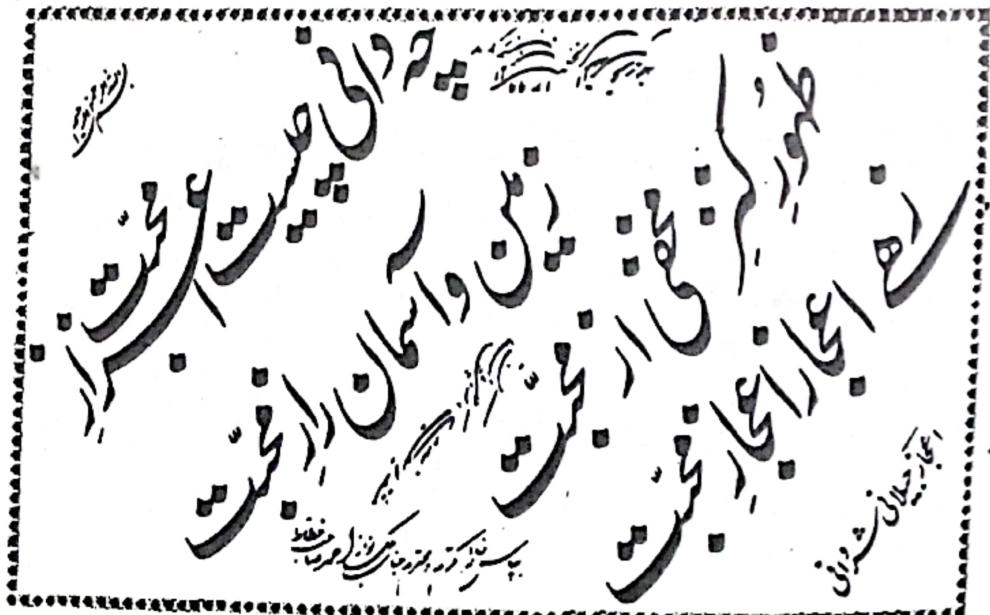
جنت میں انسان اندھا اور بے خود ہو جاتا ہے۔

جگہ توانی و ناوشست

○ جن لی محبت صادق ہے وہ خاموش رہتے ہیں۔

○ محبت کسی کو ہنساتی ہے کسی کو رلاتی ہے۔

○ ہمارے ہاں ذکر و فکر کچھ نہیں اور پھر سب کچھ محبت ہے۔



عشق

(العشق نار يحرق ماسواه الله)

- ہمارا مشرب عشق ہے۔
- ہماری منزل عشق ہے۔
- ہمارا مسلک عشق ہے اور ہمیں عشق سے ہی سر و کار ہے۔
- عشق میں ترک ہی ترک ہے۔ ترک دنیا، ترک عقیل، ترک مولا، ترک ترک اور اپنا آپ فراق۔
- عاشق ہر چیز میں مسحوق کا جلوہ دیکھتا ہے۔
- عاشق ہمیشہ ٹمگین رہتا ہے۔ (الحزن رفیقی - الحدیث)
- عاشق وہ ہے جو محبوب کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھے۔ (ارشاد نبوی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی لگاہ میں اس کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤ۔)
- عشق "تین عروف کا مرکب ہے۔" ع سے مراد عبادت، ش سے مراد شریعت کی پابندی اور ق سے مراد قربانی کی رغبت کہ نفس کو ذوق و شوق سے قربان کرے۔
- عشق ایک بے نظر مسحوق ہے اور محبوب کی محبت کے اثرات اس میں کیمیا کی خاصیت رکھتے ہیں جس کو مسحوق چاہے زنجیروں سے جکڑ دے۔
- ایک محفل میں رابعہ بصری، مالک بن دیناڑ شفیق ملحتی اور حسن بصری رونق افزائی رابعہ بصری نے پوچھا۔ "صاحبہ کمال عشق کیا ہے؟"
- حسن بصری بولے اگر عاشق کو مسحوق بلا میں گرفتار کرے تو لازم ہے کہ عاشق جان بک دے دے۔
- مالک بن دیناڑ بولے "عاشق جفا کے مسحوق کا اثر محسوس نہ کرے۔"
- شفیق ملحتی یوں گویا ہوئے۔ "اگر عاشق کے مسحوق نکڑے نکڑے بھی کر دے تو شکایت ب پر نہ لائے۔"

رابع بصری نے یوں لب کشانی فرمائی "عاشق وہ ہے جو اپنی ہستی سے گذر جائے۔ (وہ لپٹنے دعوے میں صادق نہیں جو مشاہدہ محظوظ میں تکلیف کو بھول نہ جائے) مردہ ہو جانے خود کو زندوں میں شمارنا کرے (موتو اقبال ان تمتو)

من از چشم ساقی خراب افتاده ام لیکن
بلا مے کز حیثب آمد ہزارش مرجا گفت

- کمال عشق یہ ہے کہ عاشقِ معشوق ہو جائے۔
- معشوق کا ترسانا، جواب کرنا، عتاب کرنا بھی رحم و فضل ہے۔
- عاشق کو اللہ کی طرف ہر آن ایک حال ہوتا ہے۔
- عاشق جو محظوظ کی نسبت کہے وہ بجا اور درست ہے اور جو تعظیم کرے زیبائے۔ جو شخص دربار میں داخل ہی نہیں ہوا وہ درباریوں کے آداب کیا جانے۔
- عشق اور چیز ہے علم اور چیز ہے اگرچہ علم کی حضور سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے لیکن مكتب عشق میں اس کو جواب اکبر بھی کہا ہے۔ اکثر علماء کے اقوال "جهلاء" کے لیے شہد کی مثال ہوتے ہیں مگر "عاشق" کے لیے سم قاتل ہوتے ہیں۔
- عاشقی ایک ملامت ہے، دنیا و دین سے گذر جانا اور فراق میں مرتنا، یہ فراق ہی تو ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔
- جس نے جان کی قربانی نہیں کی وہ عاشق ہی نہیں۔
- لیلی کے ہزاروں طالب تھے اور یوسف علیہ السلام کے لاکھوں چلنے والے لیکن عاشقِ محنوں اور زیجھی تھے بس جس کا حصہ ہوتا ہے وہی پاتا ہے۔
- جہاں عشق آجائے علم و عقل کام نہیں دیتے۔
- منزل عشق میں ذات و صفات ایک ہی ہو جاتی ہے۔
- خیال میں معشوق کی صورت نقش ہو جائے یہی صورت بعد از مرگ قائم رہے گی اور اسی کے ساتھ حشر ہو گا۔

○ عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہ خیال اس کا حشر و نشر، قیامت، دوزخ و جنت ہے، بلکہ کثرت جذبہ عشق میں خود وہی ہو جاتا ہے۔ جو عشق نہیں رکھتا اس کو سمجھ نہیں سکتا بلکہ کثرت جذبہ عشق میں خود وہی ہو جاتا ہے۔

○ اور نہ اس را پر چل سکتا ہے۔
○ معشوق جو کچھ عاشق کی نسبت کہے وہ مقام تسلیم و رضا ہے عاشق کو چارہ نہیں۔
○ عاشق معشوق کی جو تعریف کرے درست ہے۔ اس پر عذاب و ثواب نہیں۔ لیلی را پیغمبر مُحَمَّدؐ بخشنون باید دید۔ دوسرا وہ آنکھ کہاں سے لائے۔ موسیٰ اور چوپان کا ہی فرق (عشق)

ہے۔
○ لا الہ الا اللہ زبانی کہنا اور ہے ضرب لگانا اور ہے۔ بے دیکھے عاشق ہونا محال ہے۔
○ دیکھ کر عاشق ہونا ممکن ہے۔
○ عاشق کی سانس معشوق کی یاد سے خالی نہیں ہوتی۔ عاشق کی سانس بلا کسب عبادت ہو جاتی ہے۔

ه طاب حق ذکر حق دارد مدام
ذکر غیر حق حرام آمد حرام

○ عاشق یاد معشوق سے غافل نہیں ہوتا اس کی نماز ہی ہے اور ہی روزہ ہے۔

○ عاشق کی دین و دنیا غرائب۔

○ عشق وہی ہے کب سے نہیں ملتا۔ البتہ مزدور کی مزدوری نصائع نہیں جاتی۔

○ منزل عشق سخت دشوار ہے اس لئے طالب اسے کم اختیار کرتے ہیں۔

○ عاشق کا مرید بے ایمان نہیں مرتا۔

○ عاشق کے مرید کا انجام غرائب نہیں ہوتا۔

○ منزل عشق میں خلافت نہیں۔

○ عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہے۔

○ عشق جس کو ملاجئ تن پاک سے ملا۔

○ جو عاشق کی زبان سے نکل جائے اللہ اس کو سچ کر دیتا ہے۔

(الا اخبار کم باہل الجنہ کل ضعیف متعطف لوا قسم علی الله لا بره الله الا
اخبر کم باہل النار کل عتل حوا ظ متكبر - الحدیث)

ترجمہ: کیا ٹھیں اہل جنت کی خبر دوں۔ وہ کمزور ہے لوگ ضعیف جانیں اگر وہ اللہ تعالیٰ
کی قسم کھائیں تو پوری ہو کیا ٹھیں اہل نار کی خبر دوں جو تند مزاج جھگڑا اور متكبر ہیں)

○ عاشقوں کے نزویک شیطان نہیں آتا۔

○ عاشق کا گوشت درندے بھی نہیں کھاتے۔ اس پر سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا اور نہ
شیر کھاسکتا ہے۔

○ آدمی جب تک کافر عشق نہیں بنتا مون مسلمان نہیں ہوتا۔

○ عشق سردیتا ہے تب مہم سر ہوتی ہے۔

○ معشوق کے ملنے نہ ملنے سے دنیا میں واسطہ نہ رکھے جو دل میں سما گیا اس پر قائم رہے
بے غرض و بے لام جو محبت ہے وہ ایک آتش جگر سوز ہے اسی کو عشق کہتے ہیں۔ یہ
اگ جس دل میں پیدا ہوئی بدن چھوڑتے وقت اس کی صورت معشوق کی ہو جاتی ہے

○ عاشق کو معشوق کی ہی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم تم وہاں ایک ہی جگہ ہوں گے۔ خدا
دور نہیں۔

○ منزل عشق برتر ہے ذکر و اشتعال سے، جو کب ہے، اور میں مذہب عشق رکھتا ہوں
اس ملت میں سجادہ نشینی وغیرہ نہیں ہے جو شخص بادہ عشق سے سرشار ہے اور دام محبت
میں گرفتار ہے خواہ چمار ہو یا خاکر دب وہ مجھ سے ہے۔

○ یار کا تصور عاشق کی زندگی ہے۔

ہمارا مشرب عشق ہے عشق میں کب نہیں خدا کی دین ہوتی ہے اور ہمارا کوئی خلینہ
نہیں عشق میں خلافت کیسی؟ جس کے دل میں عشق ہو۔

○ عاشق کا منصب احکام یار کی تعییل ہے۔

○ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عاشق شکایتیں کرتا ہے اور معشوق سنتا ہے۔

○ جس کو اپنے دل کی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے۔

- عاشق جب سب کو چھوڑتا ہے تو یار ملتا ہے۔
- عاشق صادق اس کو کہتے ہیں جو ایک ساعت بھی دیر مطلوب سے خالی نہ رہے۔
- عشق کا پیش ٹھہرے بے انتظامی ہے۔
- معشوق کی جنگاں دنما ہے۔
- عاشق کو لازم ہے کہ سرکٹ جانے مگر شکایت نہ کرے کیونکہ قاتل بھی غیر نہیں۔
- عاشق صادق معشوق کے ہاتھوں میں بے اختیار ہوتا ہے جسے میت فصال کے ہاتھوں میں۔
- عاشق کو لازم ہے کہ وہ معشوق کی فرمانبرداری کرے۔
- عاشق وصل کی حکایت اور بھر کی شکایت سے بے نیاز ہوتا ہے۔
- عاشق کو بجزیار کسی سے سروکار نہیں ہوتا۔
- عاشق کم اور مشائخ زیادہ ہوتے ہیں۔
- عاشق سب کو چھوڑتا ہے تب یار ملتا ہے۔
- جو جس کا عاشق ہوتا ہے اس کی پرستش کرتا ہے۔
- عاشق مثل آنکھ کی پتلی کے ہے وجود چھوٹا اور شہود بڑا۔

سے اس طرح بھیں میں عاشق کے چھپا ہے معشوق
جس طرح آنکھ کی پتلی میں نظر ہوتی ہے

- جو جس کا عاشق ہے وہ اس صورت میں مل جاتا ہے۔
- عاشق کا ایمان رضائے یار ہے۔
- عاشق سوائے معشوق کے کسی کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہی نہیں۔
- مشرب عشق میں ایک صورت کے سوا دیکھنا شرک ہے۔
- عاشق خیال یار میں خاموش رہتا ہے۔
- عاشق یار سے خبردار اور موجودات سے بے خبر رہتا ہے۔
- جن کا عشق کامل ہے ان کا شوق وجوش حیات و ممات اور وصال و فراق میں یکسان

رہتا ہے۔

○ عاشق وہی ہے جو ذاتِ معشوق میں محو ہو جائے۔

○ عاشق کی ایک ساعت کی غفلت بمزلمہ موت کے ہے۔

○ عاشق کے لئے جنگاو عطاِ معشوق کاراز ہے۔

○ عاشق نہ تعریف سے خوش ہوتا ہے اور نہ طامت سے رنجیدہ وہ دونوں کو ایک ہی جانتا ہے۔

○ مشربِ عشق میں نفس کی بے جا خواہش کو پورا کرنا عام ہے کیونکہ عاشق صادق کی تعریف یہ ہے کہ عاشق روح بلا نفس رہ جائے اور جب تک اس میں نفس ہے وہ عشق الہی کا مزا نہیں چکھ سکتا۔

○ مشربِ عشق میں مساوی محبوب کے کسی کو ایسی ملتفت نظر سے دیکھنا جو شخص منظور کے ساتھ انہماں پیدا کر دے غیرتِ عشق کے منافی ہے۔ کیونکہ حقیقت میں مساوی یا رجہ موجودات کے اثرات کو دل سے زائل کرنا اور فنا کر دینا ہی عشق ہے

○ عشق وہی ہے جو کب سے حاصل نہیں ہوتا جہاں حضرت عشق آئے وہاں علم و عقل کا داخل نہیں۔

○ "من تو شدم تو من شدی" عشق کا کام ہے اور عشق پر کسی کا ذور نہیں۔ بلکہ عشق کا سب پر ذور ہے اور تمام عالم میں عشق کی نمود ہے۔

(بقولِ اقبال)

عشقِ دم جبریل ، عشقِ دلِ مصطفیٰ

عشقِ خدا کا رسول ، عشقِ خدا کا کلام

عشق کی مستی سے ہے پیکر گل تابناک

عشق ہے صہبائے خام ، عشق ہے کاس الکرام

عشق فیقہہ حرم ، عشق امیر جنود

عشق ہے ابنِ السبیل ، اس کے ہزاروں مقام

○ عاشق کی عبادت یہ ہے کہ ہر سانس غفلت سے پاک ہو۔
 ○ معشق سے ۲۰۱ کرنا مسلم عشق کے منافی ہے لیکن صد مات بھرا اور اندوہ فراق
 سے مغضوب و بے قرار ہو کر اگر کوئی عاشق زار طلب محظوظ کے لیے محظوظ ہی سے
 ۲۰۱ کرے تو اکثر عشق نے اس کو بھی بایس شرط مبایع اور مکروہ تنزہی گردانا ہے کہ
 مقصود سوانے اس کے کچھ نہ ہو کہ معشوق ہم کو مل جائے یا معشوق کے ہم ہو جائیں

○ عشق کی الٹی چال ہے جس کو پیار کرتا ہے اسی کو جلاتا ہے جس کو پیار نہیں کرتا اس
 کی باگ ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے۔

○ آفتاب جب نور افشاں ہوتا ہے تو تارے مخلوق کی نگاہ سے کالعدم، ہو جاتے ہیں جس
 طرح کو اکب کا وجود آسمان میں ہے اسی طرح عاشق کا وجود معشوق میں ہے۔ من کان
 لله کان اللہ لله (الحدیث) عاشق معشوق ایک ہو جاتے ہیں۔

○ مذہب عشق میں کفر اسلام ہو جاتا ہے سہماں کفر و اسلام سے غرض نہیں شریعت کو
 کچھ دخل نہیں۔ (بقول اقبال)

ہ اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
 نہ ہو تو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق

○ عاشق کا خیال ایک اور مقصود واحد ہوتا ہے۔

○ معشوق کی دی ہوئی تکلیف کہاں میرے ہے؟

○ عاشق کامل کے لیے بھروسال یکساں ہے۔

○ یار کی بھیجی ہوئی بیماری سے ڈرنا اور بھاگنا غیرت عشق کے منافی ہے۔ بلکہ
 احتضانے مجبت یہ ہے کہ منشاء الہی کے آگے سرگاؤں رہیں۔

○ عشق میں کوئی غیر بھی نہیں اور بجز یار کسی سے سروکار بھی نہیں رہتا۔

رضاؤ تسلیم

خت جم پوشیدہ زیر بوریا است
فتر و شای از مقامات رضا است

○ تسلیم و رضا اہلیت کی اونڈی ہے اور فقر شیر خدا کا غلام ہے۔

○ بی بی فاطمہ کی منزل تسلیم و رضا تھی۔ صبر و رضا کا مرتبہ جس کو ملا اہل بیٹ کے کھر یے ملا۔ صبر و رضا کا مرتبہ جس کو خاتون جنت نے تفویض فرمایا وہی فائز المرام ہوا۔

○ تسلیم و رضا بی بی فاطمہ اور حسینؑ کا حصہ ہے۔ بی بی فاطمہ نے یہ حصہ باباجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پایا اور حسینؑ کی وساطت سے جس کا جو حصہ ہے مل جاتا ہے۔

○ رضا و تسلیم کی منزل میں جان دینا آسان ہے مگر زبان سے اف بھی کرنا اہل رضا کی
شان کے خلاف ہے۔

○ مشرب تسلیم و رضا میں انتظام نہیں۔

○ اہل تسلیم و رضا کا مسلک اور ہے مشائخ کا مسلک اور ہے۔

○ حضرت امام حسینؑ نے ایک رضاۓ معشوق کے لیے تمام خاندان میدان کر بلا میں
قربان کر دیا کوئی کیا سمجھ سکتا ہے رمز عاشقی و معشوقی کو۔

○ ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتظام حرام اور رضاۓ شاہد حقیقی کے آگے سر تسلیم
خمر کرنا یعنی فراغ ہے۔

○ تسلیم و رضا یہ ہے کہ شر کو بھی خیر جانے اور خیر تو خیر ہے ہی۔ تکلیف بھی عاشق و
مشوق کاراز و نیاز ہے۔ (والقدر خیرہ و شرہ من الله تعالى)

○ سرمد رضا و تسلیم کے بندے تھے سردے دیا فذ کی مفتی رہے نہ سلطان مگر ایک
سرمد کی جگہ ہزاروں سرمد پیدا ہو گئے۔

○ فقیر کو چاہیئے کہ رضا و تسلیم پر قائم رہے دعا اور بدعا مشرب تسلیم و رضا کے خلاف
ہے۔

ہے زندگی مکمل ز تسلیم و رضاست
موتی نیرج و طسم و سیاست

”فقراہ کے لیے“

(العجز فقری۔ الفقر فخری۔ والفقیر مُنِي = المحدث)

- مال و زر فقر کو نہیں چاہیئے۔
- فقیر کا کوئی گھر نہیں اور سب گرفقیر کے لیے ہیں ہم مسافر ہیں۔
- فقیری یہ نہیں کہ باوجود اقتدار کے ایک خدا کے لئے کسی مخصوص خاص کو بیکار کر دے۔ اور کام نہ لو بلکہ شیطان کو بغل میں رکھ کر یادِ الہی بذاکام ہے از نفس خود سفر کردن بڑی منزل ہے۔
- لٹکوٹ بند (فقیر) وہ ہے جو تمام حورتوں کو اپنی ماں ہن کی مثل جس طرح جانتا ہے خواب میں بھی کسی حورت کو نفسانی خواہش کے ساتھ نہ دیکھے۔
- فقیری خلکہ پر ہے۔
- بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ نہ پھیلے بن مانگے جو ملے ملے۔ (الفقیر لا یسئل ولا یرد ولا یحبس)۔
- ہمارے نزدیک تو عورت ہو یا مرد ہو طالب مولا ہے وہی مذکور ہے۔ (مستقیم شاہ وارثیہ کے بارے میں)
- اپنی وضع پر قائم رہے اپنی بستی میں نیک نام رہے۔ اپنی بستی میں رہ کر لا پرواہ رہنا مشکل ہے۔
- بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ نہ پھیلے بالکل لاطع رہے اور تسلیم درضا پر قائم رہے اور گندُّ التَّعْوِيذ دعا و بدعا وغیرہ بالکل نہ کرے بس یہی فقیری ہے۔
- فقیر کو کسی سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ اس سے مطلب نہیں کہ اس سے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔
- فقر کو بے لائگ رہنا چاہیئے۔
- فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ (لا یحتاج الا الله)
- فقیر کو سوال حرام ہے۔ (جو شخص لوگوں سے ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے قیامت کے

دن اس کے ہمراہ پر گوشت کا کوئی نکراش ہو گا۔ (الحدیث)
○ فقیر کو علیہ کی ضرورت نہیں۔

○ فقیر کا اللہ تعالیٰ پر تکمیل ہو تو فقیر ہے۔ (الفقر هو الغناء بالله)

○ فقیری یہ ہے ہاتھ کسی کے آگے نہ پھیلانے اللہ سے بھی بے پرواہ رہے۔ وہ خود ہی زماتے ہیں۔ نحن اقرب الیہ ممن حبیل الورید۔ وہ سب راحت و تکلیف دیکھتے ہیں۔
○ بڑی فقیری یہ ہے کہ دس آدمیوں کو کھانا کھلا کر کھانے۔

○ بغیر طلب و اشارت جو کھانا لانے اس میں سے نصف استعمال میں لاو اور نصف مجاہوں کو دیا کرو۔ (رومی شاہ وارثی سے)

○ فقیر کی جگہ خالی نہیں رہتی جو مستحق ہوتا ہے اس کو ملتی ہے۔
○ ٹوپی، جوتا پا جامہ بھی نہ ہہننا۔

○ آداب عشق یہ ہے کہ راہ طلب میں فقیر نگے سراور بر منہ پاہو۔

○ ٹوپی نیباش کی چیز ہے فقیر کو زینت سے کیا کام۔

○ آرام طلب فقیر منزل مقصود سے دور رہتا ہے۔

○ ہمارا یہ طریقہ ہے کہ جو چیز چھوڑ دیتے ہیں اس کا خیال ہی نہیں کرتے تم بھی اس کی فکر نہ کرو۔

○ چوہے چکی کا خیال مردان خدا نہیں کرتے۔۔۔۔۔ ہم لگوٹ بند ہیں۔

○ فقیر کو لازم ہے کہ انگر رہے۔ (السلامة في الوحدة)

○ فقیر کی شان یہ ہے کہ وہ آزاد اور بے غرض ہو۔

○ فقیر کو چاہیئے کہ جور و پھوٹ کی محبت میں نہ پھنسے۔

○ زن، زر اور زمین میں جھگڑا ہے ان کو چھوڑے تو آزاد ہے۔

○ فقیر کو مصیت میں گھبراانا نہیں چاہیئے۔

○ فقیر کو چاہیئے کے گذرا تعویذ نہ کرے۔

○ فقیر و ضع کا پابند ہوتا ہے۔

○ فقیر کو مصیت کی شکایت روانہ نہیں کیونکہ رنج و راحت انہیں کا کرشمہ ہے پھر شکایت کس سے کرو گے۔

- ۶۴
- فقیر وہ ہے جو خدا کی محبت میں مست جائے۔
 - جس کے پاس دنیا کا سرمایہ نہ ہو وہ فقیر ہے۔
 - دنیا سے انقطاع کو فقر اور مساوائے اللہ سے مستثنی ہونے والے کو فقیر کہتے ہیں۔
(ان الفقیر لا يستغنى إلا بالله)
 - فقیر کو نہ دوست کے لیے دعا کرنا چاہیئے نہ دشمن کے لیے بدعا۔
 - دنیا کا مال و اسباب جمع کرنا فقیر کے لیے حرام ہے۔
 - غیر اللہ سے محبت فقر کے منافی ہے غیر اللہ سے استھانت فقیر کے منافی ہے۔
 - فقیر کو چاہیئے کہ خدا کے واسطے جان دے دے اور دنیا کے لیے کچھ نہ کرے۔
 - فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔
 - فاقہ ہو تو صبر کرے / فاقہ میں ضبط کرے۔
 - فقیر بجز خدا کسی پر بھروسہ نہ کرے۔
 - وہ فقیر ناقص ہے جو کسی چیز کو پنی ملک کجھے۔ (لا يملک ولا يملك)
 - فقیر وہ ہے جس کے دل میں غیر کا خیال نہ آئے۔
 - فقیر اسی پر قانون ہوتا ہے جو بے طلب ملتا ہے۔
 - فقیر وہ ہے جو لا طمع ہو اور تسلیم و رضا پر قائم رہے۔
 - فقیر خدا کا عاشق ہوتا ہے اور عاشق کو چاہیئے وہی کرے جو معشوق کی رضا ہونے مانگے
نہ انکار کرے یہی تسلیم و رضا ہے۔
 - تنہ موندھے اور کرسی پر نہ بیٹھنا، انسان کا خمیر خاک سے ہوا ہے اور خاک ہی میں
اس کو ڈالنا ہے تو فقیر کو لازم ہے کہ انعام دیکھے اور زمین کو اپنا بستر رکھے۔ موندھے
کرسی پر بیٹھنے سے رعونت کو تحریک ہوتی ہے۔ زمین پر بیٹھنا خاکساری کی دلیل ہے۔
جن کا ذکر دائی ہے وہ زمین پر سوتے ہیں۔ زمین پر بیٹھنا اور سونا ہمارے دادا جان کی
ست ہے۔
 - گنائی کو دوست رکھو اور شہرت سے بچو۔
 - قانون فقر کی یہ اہم شق ہے کہ فقیر مس، نقرہ و طلا، وغیرہ کے سکون کو نجس جانتا ہے

اگر کسی کے ہاتھ سے تم کو تکلیف پہنچ تو قبل اس کے کہ وہ منفعل ہو اس کو معاف کر دو۔

○ باوجود اخیار کے بدلہ نہ لوجب فاعل حقیقی ایک ہے تو بدلہ کس سے لو گے۔
○ دشمن کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ یہ شیر خدا کی سنت ہے کہ قاتل کو ہمیشہ شربت پلایا۔ دشمن سے بغض رکھنے میں اپنا نقصان ہے۔ بغض کی کثافت قلب کی لطافت کو خراب کرتی ہے۔

○ بغض نفاق کی جڑ ہے اور نفاق سے ایمان خراب ہوتا ہے۔ دو بھائیوں میں عدالت ہونا اس کی دلیل ہے کہ ان کی باپ سے محبت نہیں جاؤ عدالت سے ہمیشہ پر ہمیز کرو۔
○ باخبر فقیر وہ ہے جس کی پشت پر دنیا ہو خدا کا خوف اس کے سامنے ہو۔
○ جس فقیر کا خلق سے سردار رہا خراب ہوا اور جس نے حق پر بھروسہ کیا وہ کامیاب ہوا

○ خود پرستی حجاب کو بڑھاتی ہے اور خدا سے دور رکھتی ہے۔
○ خواہش نفس امارہ کی تعامل خدا سے دور رکھتی ہے۔
○ جس نے حق کو دیکھا وہ کامیاب ہوا جس نے خلق کو دیکھا خراب ہوا۔
○ جب کچھ نہ رہے گا تو فقیر ہو گا۔۔۔ جب کچھ نہ رہا تو فقیر ہو گے۔
○ فقراء غیر ملکف اور دنیادار ملکف ہوتے ہیں۔
○ فقیری ایک کے ہو کر ایک میں گم ہو جانے کا نام ہے۔
○ فقیر وہ ہے جو کل کے لیے نہ رکھے اور قلب مٹھن رہے کیونکہ حرص در پرده ایسی بے ادبی ہے جو متوكلین کو عطايات الہی سے محروم کر دیتی ہے۔
○ فقیر کو لازم ہے کہ زمین کو دیکھے آسمان کی طرف سرہ اٹھائے۔
○ "کبر" ایسی ذلیل اور مذموم خصلت ہے کہ ہمیشہ عوام کی بھی دینی اور دنیاوی خرابی کا باعث غرور ہوا ہے اور خصوصاً فقیر کے حق میں تکبر نہایت نقصان رسائی ہے۔
○ تواضع نعمت بلا حسد ہے تکبر بدترین بلا ہے۔
○ تواضع عقلاء نقلا صفت محمود ہے۔
○ معرفت کسی چیز نہیں وہی ہے جس کو چاہے خداوند کریم اپنی معرفت بخشنے یہ کسی نہ

اجارہ نہیں -

- جاؤ دیا کے طالب نہ ہونا اور خدا کی محبت میں بزرگان خدا کی بقدراً امکان خدمت کرنا
- اور قلب کی نگرانی کرنا اور انفاس کے شمار سے غافل نہ ہونا۔
- خدا کا طالب جھوٹ نہیں بولتا، ہمیشہ ایمانداری سے کام کرتا ہے۔
- عجیب رکھنے سے غفلت برداشت ہے عاشق کی عبادت یہ کہ ہر سانس غفلت سے پاک

رہے۔

- جو دنیا کے انتظام میں پھنستا ہے اس کے دل میں محبت الہی کی جگہ نہیں رہتی۔
- لوہی بس زندگی ہے اور یہی کفن ہے۔ (بوقت حرام پوشی فقراء سے)
- یہ کفن ہے جس طرح اسباب دنیا سے مردے کا تعلق نہیں رہتا اسی طرح فقیر کو چاہئے کہ دنیا اور اسباب دنیا سے سروکار نہ رکھے۔
- فقیر مر جائے تو اس تہبند میں لپیٹ کر دفن کر دو یہی اس کا کفن ہے۔ (اعرام)
- فقیر کا جہاں انتقال ہو وہیں دفن کر دے اگر محوراً دوسرا جگہ لے جانا ہو تو پلنگ نہ لے جائے اور کفن میں تہبند دے کر دفن کر دے۔

(شیخین نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حالت احرام میں بر گیا جس کو اوشنی نے نکر ماری تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کو مہنڈی کے پانی سے غسل دے کر اسی کے کپڑوں کا کفن دو اور خوشبوونہ لگاؤ اور سر کرنہ ڈھانکو قیامت کے روز یہ لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔)



توکل استغفار و انتقام سوال

(الفقیر لا يحتاج الا الله ولا الى غيره)

- جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہنچا سکتا۔
- جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔
- جو خدا کہ کل امراض کو دور کر سکتا ہی بھوک اور پیاس کی زحمت منا سکتا ہے۔ جو طمع میں گھر جائے وہ ہمارا نہیں۔
- فقیر کو چاہیئے کہ اللہ سے بھی نہ مانگے۔ کیا وہ نہیں جانتا جو شرگ سے بھی قریب ہے
- خدا پر بھروسہ کرو وہ خود تمہارا سامان کرتا ہے اگر کوئی اپنی تدبیر کرتا ہے تو پھر وہ الگ کھڑے دیکھتے ہیں اور پھر کچھ نہیں ہوتا۔
- اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے مر جائے مگر خدا سے بھی نہ کہے چاہے کسی تکلیف ہو کیا وہ نہیں جانتا جو پاس ہے۔
- بے طلب جو کچھ ہنچے کھایا کرو مسافر کا گھر سرانے ہے۔ سات روز کا فاقہ ہو تو بھی ہاتھ نہ پھیلے۔
- ہم کو لازم ہے کہ اسی پر بھروسہ کریں اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں۔
- سرکار حضور عالم پناہ نے کبھی پانی نہیں مانگا اگر ضرورت ہوئی تو فرمایا "پانی پی لیں۔ اسی طرح کھانا بھی نہیں مانگا۔ کبھی فرمایا "کھانا آگیا؟" اور کبھی کھانا لانے والے سے فرمایا "آگے آپ؟"
- جس نے کب معاش کو سبب بنایا وہ فقیر نہیں۔
- جو حصہ جس کی قسمت کا ہے اس کو ضرور ہنچتا ہے۔
- جو کام کرو خدا کے بھروسہ پر کرو۔
- خدا جس کا محافظ ہوتا ہے اس کو کوئی نقصان نہیں ہنچا سکتا۔

- توکل انبیاء کی سنت ہے۔ (حضرت ابراہیم)
- خدا کو اپنا وکیل بناؤ۔ (وکفی بالله وکیلا)
- توکل طمع کی خد ہے۔
- خدا تمہارے رزق کا ناصمن ہے۔
- توکل حیا کی علامت ہے۔
- دیکھو دنیا میں انسان، زر، زن، زمین کی وجہ سے جھگڑے میں پڑتا ہے جب ان تینوں کا تعلق دل سے نکل جائے تو پھر اسی کا نام نقش مطمئنہ ہے۔
- روپیہ سے اگر دنیا کے کام سنبھولتے ہیں تو اکثر آخرت کے بگزتے ہیں۔ روپیہ چھوٹے ہاتھ کالا ہوتا ہے اور اس کی صحبت قلب کو سیاہ کرتی ہے۔
- روپیہ نے قارون کے ساتھ کیا کیا؟
- کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا ہی عین ایمان ہے۔

سے مانگنے والا گدا ہے صدقہ مانگے یا غراج
کوئی مانے یا نہ مانے میرہ سلطان سب گدا

- اسباب آرام و راحت کے جھگڑے میں انسان عہد میثاق کو بھول جاتا ہے۔
- (حافظ رمضانی۔۔۔ بارہ بنگی) حافظ جی پریشان نہ ہونا صبر کرو، ہم کو بچپن سے فائدے کی عادت ہے جب رزاق ہمارا اور تمہارا رزق بھیجے گا تو کھالیں گے اور حافظ جی تم نے بھی سنا ہو گا کہ شاہد بے نیاز کے خزانے میں بڑی نعمت فاقہ ہے جس سے وہ خوش ہوتا ہے اس کو یہ نعمت مرحمت فرماتا ہے۔ خوش ہو اور دور کعت نماز شکرانہ پڑھو کہ تمہارا نام اس کے دوستوں میں لکھا گیا ہے۔

(ان الله مع الصابرين۔۔۔ القرآن)

- جمعیت خاطر انہیں کو ہوتی ہے جن کو ان الله هو الرزاق ذوالقوۃ المتین کا یقین کامل ہوتا ہے۔ جن کی تصدیق ہے کہ رزق کا ناصمن رزاق مطلق ہے وہ ماسوائے الاشیاء سے مستثنی ہو جاتے ہیں۔ وہ جو خدا کے وعدہ پر اعتبار نہیں کرتا اس کا ایمان ناقص ہے

سبب الاسباب پر بھروسہ کرتا ہے اس کے ایمان کی گواہی خدا نے دی ہے۔
فتوکلوان کشم موصیبین۔ رازق العباد نے ہمارے اطمینان کے لیے قسم کے ساتھ
رزق رسانی کا وعدہ فرمایا ہے۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ فوریٰ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ إِنَّهُ الْحَقُّ۔ پس بدترین خلق ہے وہ جو اپنے خالق رازق العباد کی قسم کا بھی
اعتبار نہیں کرتا اور سبب والکتساب کو اپنی معاش کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

○ نحن اقرب الیہ من حبل الورید سمجھے چکے ہو کہ خدا سب میں ہے غور کرو اور یاد
رکھو کہ اقرار و قبولیت کے دو ٹکے جو مرد و عورت کے مابین ہوتے ہیں ان پر عورت کتنا
اعتماد کرتی ہے اور مرد ہزار کوس پر سمندر پار ہوتا ہے تو بھی بیوی کو نہیں بھولتا۔ اس
کی طرف دھیان لگا رہتا ہے۔ جیسے ممکن ہو اس کی خبر لیتا ہے صرف چند کلمات اقرار و
قبولیت پر وہ عورت تمہاری ہو جاتی ہے اور تم اس کے شوہر کہلاتے ہو ایک ساعت
کے لیے تم دونوں ایک دوسرے سے غافل نہیں ہوتے۔ پھر بھلا غور کرو کہ جس
خدا نے محترم کل نے خلق آدم علی صورتہ اور روز ازل است بر بکم کا خود اقرار کیا تم نے
جواب میں ملی کا اقرار کیا۔ اب تم میں اس کی نسبت جو حقیقی اور پوشیدہ ہے یعنی راز
تو حید اس اقرار پر استاتو بھروسہ ہونا چاہیئے جتنا عورت اپنے شوہر پر کرتی ہے۔ اور حاضر و
غائب اس کو اپنا جانتی ہے۔ یہ کس قدر و سیع اور بلند درجہ رکھتی ہے کہ خدا نے قادر
نے اپنی صورت پر تمہیں تخلیق کیا اور خود ہی رب ہونے کا اقرار کیا اور تم نے بھی
بندگی کا اقرار کیا اپنا نام رزاق بھی رکھا پھر بھی تم کو شک ہے اور یقین کلی نہیں ہے اتنا
بھی بھروسہ نہیں ہے جتنا ایک عورت کو اپنے شوہر پر ہوتا ہے۔

○ انسان ہزار کوس سے جور و کی فکر کرتا ہے اور محنت کر کے اس کو خرچ ہمچاتا ہے اور
جو تمہاری شہرگ سے قریب تر ہے کیا اس کو تمہاری فکر اس قدر بھی نہیں، ہو گی جتنی
خاوند کو جور و کی ہوتی ہے۔

توحید

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ

(وَالْحُكْمُ لِوَاحِدٍ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔۔۔ القرآن)

ہے نہاد زندگی میں ابتدا لا انتہا الا
پیام موت ہے جب لا ہوا الا سے پیگانہ

○ جس پر سر توحید منکش ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ زبان سے اس راز کا ادا ہونا مشکل ہے۔

○ خدا مالک ہے خدا میں سب قدرت ہے۔ (ان القوۃ لله جمیعاً القرآن)

○ توحید علم سینیہ ہے جس کی سفیہی میں گنجائش نہیں کیونکہ توحید تقریر و تحریر کے احاطہ میں نہیں آسکتی۔

○ انسان جس چیز کو مضبوط پکڑے اس پر قائم ہو جائے وہیں خدا ہے۔

○ ہمارے ہاں مجوسی عیسیائی وغیرہ سب مذہب والے برابر ہیں کوئی برا نہیں۔

○ خدا آسمان پر نہیں ہم تم سب میں چھپ کر دھوکے میں ڈال دیا ہے بس ایک صورت کو پکڑے خدا مل جائے گا۔ آسمان پر کیا ہے؟

○ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زَبَانِي كَہنا اور ہے ضرب لگانا اور۔

○ کوئی صورت ہو سب ایک ہیں۔ تو یہ اور وہ کیا؟ سب میں خدا ہے کوئی صورت ہو۔

○ ہم اور تم ایک ہیں نا۔

○ مسجد، مندر، گرجا جہاں جائے سوائے ایک شان کے اور کچھ نہ دیکھے۔

○ "وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفْلَاتٌ بَصَرُونَ۔۔۔" اور ہماں تلاش کرو گے۔

○ وہ لپٹے پاس ہے۔ (نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ القرآن)

○ ایک صورت پکڑے وہی مرتے وقت وہی قبر میں اور وہی حشر میں کام آئے۔ (المرء مع من أحب الحدیث)

○ طالب کے لیے وہ فاخت فیہ من روحی کافی ہے خدا ہمارے پاس ہے اور ہم خدا

○ جس نے حق کے ذریعے گلاش کیا کامیاب ہوا۔ جس نے حق کو نفس کے ذریعہ گلاش کیا ناکام ہوا۔

○ موحد ہے جس کے دل میں مساوی اللہ کا خیال محو ہو جائے۔
دلائل عقلی و نقلی سے خدا برحق کو واحد جانتا یا شہود اشیاء موجودات، ذات واجب الوجود کی یکتاںی کا زبان سے اقرار کرنا تو حید علی ہے اور تو حید ذات یہ ہے کہ کثرت میں وحدت کو دیکھئے۔

○ مشرب عشق میں تو حید حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ اپنے وجود کے اور اک کی ایسی نفی کرنا کہ اسی حق کے سامنے تعینات کی ہستی مفقود و نابود ہو جائے اور فنا کے بعد حضرت احادیث کا وہ قرب و اتصال نصیب ہو کہ جسے حیات ابدی اور بقاۓ سرمدی کہتے ہیں۔
○ جب تک من و تو کا جھگڑا باقی ہے اس وقت تک اشارت بھی باقی ہے اور عبارت بھی اور جب من و تو کا جواب اٹھ جائے تو نہ اشارت ہے نہ عبارت۔

— مٹا دیا مرے ساتی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو منے لا الہ الا هو

○ جس کو تو حید کا عالم حاصل ہوا اس کی پہلی حالت یہ ہے کہ موجودات کی یادوں سے محو ہو جاتی ہے اور وہ خدا کے ساتھ منفرد ہو جاتا ہے۔

○ و بدہانہ رہے تو مسجد و مندر میں ایک ہی جلوہ نظر آئے۔

○ جس نے جملہ واردات و واقعات کا فاعل حقیقی خدا کو جانا وہی موحد ہے۔

○ خدا تم میں ہے مگر تم دیکھ نہیں سکتے۔ (فِي انفسكُمْ إِفْلَاتٌ بَصَرُوكُمْ۔۔ القرآن)

○ تو حید کے سیر ہو گئی ہے بھیک مانگتے ہیں بڑی چیزی ہے کہ مر جائے اور ہاتھ نہ پھیلے تو حید کی قدر آج کل نہیں تو حید کے اسرار جانتا سخت مشکل ہے۔

○ پتھر کو نہ پوچھا جسکے کا گوشت نہ کھانا اور بر حرم پہچانو۔ رب اور رام حقیقت میں ایک چیز ہے۔

○ تمہاری یہ تصنیف بے نیک کا کھانا اور بے سر کی تصویر ہے اور کلی یہ ہے کہ تصدیق

کے پاس، کسی سے کچھ طلب کرنے کی حاجت نہیں۔

○ یہاں کچھ نہیں اور پھر سب کچھ ہے۔

○ اسم اللہ ذات ہے باقی سب صفات۔

○ وہ جگہ بتاؤ جہاں خدا نہیں۔ خدا ہر جگہ موجود ہے۔

○ جو سانس نئلے وہ اسم اللہ کے ساتھ نئلے جو سانس بدوں اسم اللہ نئلتی ہے۔ مردہ ہے اور

بڑے میاں ایک ذکر ایسا ہے جو نہ سانس سے تعلق رکھتا ہے اور نہ زبان سے۔

○ ہم کچھ نہیں۔

○ جاؤ جاؤ یہاں دونی کا گذر نہیں۔

○ ہر جگہ ایک ہی شان دیکھو۔

○ جب انسان خدا کا ہوتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

(من کان لله کان الله له۔۔۔ الحدیث)

○ یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ دو نہیں۔ (یہ اللہ فوق ایدیہم۔۔۔ القرآن)

○ جو خدا یہاں ہے وہی وہاں ہے بھاگ کر کہاں جائیں۔ (طاعون کے زمانہ میں فرمایا)

○ بر حم پہچانو اور پتھر کو نہ پوچھتا۔ (ہندو سے خطاب)

○ اللہ اللہ کیا کرو۔ (واذ کرو اللہ ذکر اکشیرا۔۔۔ القرآن)

○ ایک صورت کو پکڑ لو وہی تمہارے ساتھ رہے گی۔

○ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ (ان الله يعلم غیب السموات والارض۔۔۔ القرآن)

○ جن کی محبت صادق ہے ان کو ہر جگہ ہر چیز میں ذات الہی کا وجود نظر آتا ہے۔

(فَإِنَّمَا تُولُوْا فَشَمْ وَجْهَ اللَّهِ / وَهُوَ مَعْكُمْ أَبْيَنَ مَا كُنْتُمْ۔۔۔ القرآن)

○ خدا ایسا قادر ہے کہ تمام عالم اس کے قبضہ میں ہے۔

(وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ۔۔۔ القرآن)

○ خدا نے ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہے۔

(کل امر مرحون باوقاتھا)

○ موحد وہ ہے جو مدد و مددت کو برابر جانے۔

بُنیٰ محبت کے نہیں ہوتی اور محبت کا خاصہ ہے کہ بھر ق ماسوا، المحبوب۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ جب تک خودی کا خیال اور دوئی کا حجاب حائل ہے خدا کی یکتا نی کا یقین کامل اور مردانہ ناممکن ہے۔ تم نے بھگوت گیتا میں پڑھا ہو گا کہ کرشن جی نے ارجمن کو سمجھا دیا تھا کہ انسان کے دل سے دو بدھا کا بد نما خیال مت نہیں سکتا جب تک پریم لاک سے پریم دھیان مکمل نہ ہو جائے۔

○ پنڈت جی خدا اور بندے میں جو اسرار ہیں اس پر دو بدھا کا پردہ پڑھانے سے انسان کی آنکھ احوال ہو جاتی ہے لیکن اس حجاب کو جب محبت کے ناخن سے پھاڑتے ہیں تو بندہ اپنی حقیقت سے واقف ہو کر صفات الہی کی حقیقی شان کا مشاہدہ کرتا ہے۔
پنڈت جی خلاصہ یہ کہ محبت ہے تو سب کچھ ہے محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔
○ موحدوہ ہے جس کا آخر اول کی طرف لوٹ آئے اور ایسا ہو جائے جیسا ہونے سے قبل تھا۔

○ جو مسجد میں ہے وہی مندر میں ہے نام کافر ق ہے ورنہ انتظام بگڑ جائے۔
○ داعی ذکر اللہ کرو اور برہم پہچانو۔

(ڈاکٹر دوسابھائی پارسی سے) آتش پرستی کر کچے اب تمام عمر محبت کی آگ کا سامنا ہے جو غیر اللہ کے تعلق کو جلا دیتی ہے۔ محبت کا تقاضا یہ ہے ہر وقت یادِ محبوب دل میں موجود رہے اور ہاتھوں سے دنیا کا کام اس طرح کرو کہ دل کو ہاتھوں سے سروکار نہ ہو۔
نہ ہاتھوں کا دل سے تعلق رہے اور اس کی تصدیق ہو کہ خدا ہر ایک تشبہ اور تمثیل سے مبرأ واحد اور قدیم ہے۔ جاؤ خلق خدا کو فائدہ ہنچاؤ۔ (دل بیار دست بکار)

(ڈاکٹر کی ہن سے فرمایا) بجز خدا کے کسی کو محبوب نہ جانو اور تم ہر ہمیں کے وسط میں تین روزے رکھا کرو اور جس کو بھوکا دیکھو اس کو کھانا کھلاؤ اور جو پیاسا ہو اس کو پانی پلاو۔

(ایک ہبودی جوڑا حاضر ہوا تو ہدایت فرمائی)

اس زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرو کہ جس طرح موسیٰ خدا کے رسول اور کلیم تھے اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے حسیب اور چیخ نبیر تھے اور جو

چیزیں قرآن میں حرام اور ممنوع ہیں ان سے پرہیز کرنا۔ اور جو فرض ہیں وہ بجا لانا اور
جھوٹ نہ بولنا۔

○ عاشق کا وظیفہ ذکر یار ہے۔

○ عاشق کا منصب یہ ہے کہ احکام یار کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔
(کادنٹ گلائز را اوارٹی آف سینٹا کلارا سے آخر دسمبر ۱۹۰۳ء)

○ محبت الہی کی قیمت روپیہ اور اشرفی نہیں ہے۔

○ جو شخص اپنی عافیت چھوڑتا ہے اس کو خدا ملتا ہے۔ اگر تصدیق ہو تو ہر چیز میں اس کا
جلوہ نظر آتا ہے۔

○ تو حید ظاہر کے معنی تو یہ ہیں کہ خدا کو ایک ہبہ اور جانو جو ایمان کی شرط ہے۔ جب
اس کی تصدیق ہو جاتی ہے تو پھر حید کے دوسرے معنی ہوتے ہیں کہ خدا کو ایک
دیکھویہ عارفین کا مقام ہے۔ اس لیے یہ معنی مخاطب اللہ موحد کے قلب پر القا ہوتے
ہیں اور موحد اپنی حشم بصیرت سے ہر چیز میں ایک خدا کا جلوہ دیکھتا ہے۔

(شريعت لا معبود الا الله طريقت لا مقصود الا الله حقiqت لا موجود الا
(الله)

○ ایک ذات سے سروکار رکھو اور جو واردات ظاہری یا باطنی پیش آئے اس کا فاعل
حقیقی اس کو جانو۔

○ ذات حضرت احادیث تغیرات سے پاک ہے جو خالق مطلق ہونے کی دلیل ہے کیونکہ
ملائق کے حالات میں تغیر و تبدل ہونا لازمی ہے۔

○ "هو" ایک میدان ہے نہ ذات نہ صفات۔

○ دوست دشمن ایک پراہ ہے سب کرتوت ان کا ہے جن کا ہر چیز میں جلوہ ہے۔
(بابو گنیش پرشاد سے)

سیٹھ اگئے تاب نہ ہوئی! اچھا بدب دنیا کی محبت پر خدا کی محبت غالب ہوئی اچھا مر جانا مگر
اف نہ کرنا (جب سیٹھ گھر بار چھوڑ کر دیوہ آگئے) سیٹھ لپنے مرکز پر آگئے۔ اچھا درگاہ میں
فضل حسین کے پاس رہو۔

پیر و مرید

اوہم جیلا دی گئی جو اپنی سدھ برائے
دھیان رہے، گیان رکھے اور سانس نہ خالی جائے

○ ہر شخص کو اس کی استعداد علمی و عقلی کے مطابق حدایت ہوتی ہے (تعلیم الناس
علیٰ قدر عقولہم) جیسا کہ حضرت مخدوم شرف دین بہاڑ کہ تذکرہ میں منقول ہے کہ
بھیا کے جنگل میں جب آپ کو استزراق سے کسی قدر افاقہ نہ ہوا تو مسکی چولاہی اہمیر کو
اس کی پر خلوص خدمت پر روحانیت کی تعلیم دی تو صورت تعلیم یہ اختیار کی کہ ان کی
محبوب بھینس کے تصور کا حکم دیا اور چولاہی کو یہ فائدہ ہوا اس مادی مستقر سے کہ
واردات روحانیہ سے مستفیض ہو کر فائز المرام ہوئے۔

○ جو مرید پیر کو دور کر جھے وہ مرید ناقص جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے وہ بہ
وقتی مرید کا گفیل ہو اور خطرات و خدشات سے محفوظ رکھنے کے لیے اس کے قلب کا
نگران رہے۔

○ مرید صادق وہ ہے جو پیر کی بارگاہ کو ناقص سے پاک کر جھے۔

○ مرید کی کامیابی پیر کی عنایت پر موقوف ہے۔

○ جس مرید کو اپنے پر اعتماد سے زیادہ پیر سے عقیدت ہوتی ہے اس کا پیر غیبت میں
اس کا محافظ ہوتا ہے۔

○ مرید کو وہی ارادہ کرنا چاہیئے جو پیر کا اشارہ ہو۔

○ مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر بمزلم طیب کے ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جو بیمار
طیب کی ہدایات پر عمل کرتا ہے اس کو جلد شفا ہو جاتی ہے۔

○ مرید وہ ہے جو باپ کی خدمت پر پیر کی خدمت مقدم جانے اور پیر کو لازم ہے کہ مرید
کو بھی اولاد سے بڑھ کر قلبی اولاد جانے اور زیادہ مہربان ہو۔

○ مرید کا مرکز تسلیم اور محبت ہے جو اس سے ہٹ گیا وہ خراب ہوا جو اس پر قائم رہا وہ
کامیاب ہوا۔

○ فی الحقيقة مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو۔

○ مرید کی خود بھی مراد سے محبوب رکھتی ہے۔

○ مرید صادق وہ ہے جو پیر کے سامنے اپنی سب معلومات بھول جائے۔

○ مرید کے واسطے پہلی شرط یہ ہے کہ جو حدود پیر نے اس کے لیے مقرر کی ہیں وہ ان سے

باہر قدم نہ رکھے۔

○ پیر کی خوشی کے سوا مرید کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔

○ مرید اس طرح پیر سے طے جیسے قطرہ دریا سے ملتا ہے اور جب تک نہیں ملتا قطرہ ہوتا

ہے جب مل جاتا ہے تو دریا ہوتا ہے۔

سَـ منْ تَوْ شَدَمْ تَوْ مَنْ شَدِيْـ ، منْ تَنْ شَدَمْ تَوْ جَانْ شَدِي
تَـ اـكـسـ نـهـ گـوـ یـهـ بـعـدـ اـزـیـسـ ، منْ دـیـگـرـ تـوـ دـیـگـرـ

○ پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے۔

○ جو مرید صادق اپنے افعال میں اپنے پیر کی موافقت کرتا ہے اس کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں

○ پیر اپنے مرید کا ہر حال میں نگران اور معاون ہوتا ہے۔ وہ پیر ناقص ہے جو مرید سے دور رہے اور خصوصاً مرتے وقت اعانت نہ کرے اور وہ مرید بھی ناقص ہے جو پیر کو دور کر جائے۔

○ جس طرح ایک عورت کا دو مردوں سے نکاح کرنا ممنوع ہے اسی طرح ایک مرید کو دو پیروں کے ہاتھ پر بیعت کرنا نقصان دہ ہے۔ دیکھو ایک ناؤ پر سوار ہونے میں سلامتی ہے پار اتر جانے کی زیادہ امید ہے اور برخلاف اس کے اگر کوئی آدمی ایک پاؤں ایک ناؤ پر اور دوسرا پاؤں دوسری ناؤ پر رکھ کر پار ہو جانا چاہے تو ڈوبنے کا زیادہ خطرہ ہے۔ پس جاؤ اگر طلب صادق ہو گی تو جس کا ہاتھ پکڑا ہے اسی کی صورت میں خدا ملے گا۔

○ جو گھر بننے کے مرید ہوتے ہیں اس کو بیعت الوجه کہتے ہیں۔

○ پیر بہت بس مرید مشکل سے ملتا ہے۔

○ مرید بونا چاہیئے مرید ہو تو پیر کے سینے پر سوار ہو کر حاصل کر سکتا ہے۔

- جس قدر مرید ہیں ہماری اولاد ہیں جس قدر ہمارے ساتھ مجبت ہے اسی قدر اپنے بھائیوں سے اتفاق ہو گا۔ جو لڑکا اپنے باپ سے مجبت کرے گا اسے اپنے بھائی سے اتفاق ہو گا۔
- ارادت و مجبت ہی بنیادی شرط ہے۔
- ہر وقت ایک صورت سامنے رہے یہی صورت ہر جگہ نظر آنے لگے گی یہی فنا فی الشیخ ہے۔
- جن لوگوں کو خاندان قادریہ سے نسبت ہے ان پر جادو ٹونے کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔
- عاشق کا مرید بے ایمان نہیں مرتا۔
- ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دل نہ پکڑے۔
- پیروں کو رسکی مرید بہت ملتے ہیں لیکن مراد قسمت سے ہاتھ آتا ہے۔ جیسے حضرت ابو سعید ابوالخیرؓ کو غوث الا عظیم شیخ عبدال قادر جیلانیؓ اور حضرت خواجہ عثمان ہارونیؓ کو خواجہ غریب نواز معین الدین چشتیؓ اور حضرت بابا فرید گنج شکرؓ کو نظام الدین اولیاءؓ اور حضرت صابر کلیریؓ کو حضرت شمسؓ اور حضرت محبوب الہیؓ کو امیر خسروؓ وغیرہم۔
- پیر کی مجبت مرید کا دین ہے۔
- قیامت کے روز میں سب کو خدا کے حضور پیش کر دوں گا کہ تیرے لتنے بندوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے شہادت کے لیے تیار ہوں۔ یقین ہے کہ وہ رحیم و کریم ضرور رحم و کرم فرمائے گا۔
- مجبت ہے تو مرید ہیں۔
- مرید کو اپنا یقین کامل کرنا چاہیئے۔
- مرید ہونا چاہیئے مرید ہو تو خاک کے ڈھیر سے بھی حاصل کر سکتا ہے۔
- جگہ جگہ بیعت ہونا مردوں کا کام نہیں ہر جائی عورتوں کا شیوه ہے۔
- اب ڈورنہ چھوٹے۔
- وہ مرید کیا جو پیر کو جانچ کر مرید نہ ہو اور وہ پیر کیا جو وقت پر کام نہ آئے ایسا پیر مثل اس درد کے ہے جو تکلیف وہ ہوتا ہے۔
- مریدی دل سے ہوتی ہے اور دل مسلمان ہوتا ہے۔

- ہم تم وہاں ایک ہی جگہ ہوں گے خدا دور نہیں۔
- جب کوئی مصیت ہو تو ہماری بربادی کیا کرو۔
- یہاں دین بھی ہے اور دنیا بھی جس کا جو جی چاہے لے آگر دونوں کی ضرورت ہو تو دونوں ہیں۔
- یہی صورت ہے اسی کے ساتھ تمہارا حشر ہے اور جہاں کہیں دیکھو گے اسی صورت کو دیکھو گے۔
- تم جس کے مرید ہو اسی کو دیکھو تم کو اسی صورت میں خدا لے گا۔ یقین رکھنا۔
- دوناؤں پر سوا ہونے والا ڈوبتا ہے جس کا ہاتھ پکڑ لیا اس کا دامن نہ چھوٹے۔ یہی صورت رہنمائی کرے گی۔
- وہیں رہیں ہم نے بیعت کر لیا (معذوروں کے لیے) (بعض عشاق کی درخواست پر اگلی پتحلی نسل کو مرید کر لیا)
- اب بیعت کی کیا ضرورت ہے تم کو روز ازal سے محبت ہے۔ (ایک مرید کا ہاتھ پکڑ کر چھوڑ دیا۔)
- اور یہی خوشی ہے تو آؤ ہاتھ پکڑ لو۔
- یہی صورت ہے اس کو پیش نظر رکھنا۔
- یہ جو پیر کی صورت ہے بس یہی سب کچھ ہے۔
- مرید کی ترقی کا زینہ ادب ہے۔
- لطافت حسین! جو پیر کی صفات کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے آخر میں اس کو ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ (مولوی لطافت حسین وارثی)
- مرید کے واسطے یہ بہت مفید ہے کہ صحیح اٹھئے تو عہد کرے کہ دن میں گناہ نہ کروں گا اور رات کو بھی یہ قصد کرے۔ یہ روزانہ کا ارادہ رفتہ رفتہ مستقل عمل ہو جاتا ہے۔
- پیر کی ذات میں فناہ فی الرسول اور فناہ فی اللہ کا مرتبہ بھی مل جاتا ہے۔
(من لا شیخ له لا دین له)

اعتقاد، یقین اور تصدیق

(واعبدربک حتی یاتیک الیقین۔ القرآن)

○ تصدیق ہزاروں میں سے ایک کو ہوتی ہے۔ ہر شخص کا حصہ نہیں اس کی بھی کمی صورتیں ہیں زبانی جمع خرچ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔
○ پنے میں جو سانس طلتی ہے وہی ذات ہے بس تصدیق مشتمل ہے (ونفخت فیہ من روحی۔ القرآن)

○ وفی انفسکم افلاتبصرون۔۔۔ جو اس کو سمجھ گیا اس کی تصدیق ہو گئی۔
○ صحبت سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دلی تصدیق نہ ہو فقط کتابیں پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دلی تصدیق نہ ہو۔
○ نماز روزہ اور چیز ہے تصدیق اور ہے اگرچہ تصدیق مانع صلاۃ نہیں لیکن حالت قابل لحاظ ہے۔

○ یقین اعتماد کی روح ہے جس میں یقین کی کمی ہے اس میں اعتماد کی کمی ہے۔
○ جس کے دل میں یہ رہے کہ دیکھنے یہ کام ہوتا ہے کہ نہیں۔ وہ کام نہیں ہوتا کیونکہ وہ دو بدھا میں پڑا۔

○ انسان کو چاہیئے خدا پر بھروسہ کرے جب خدا نے اس کی ضروریات کا ذمہ لیا ہے تو برابر ہنچائے گا مگر تصدیق چاہیئے اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ ہے تو اندیشہ کیا؟ محس بیکار۔
○ فقری تصدیق کے بعد مستغنى ہو جاتا ہے۔

○ ہر جگہ ایک شان دیکھئے۔
○ جو تصدیق کے ساتھ یا باسط پڑھتا ہے وہ کبھی متگلست نہیں رہتا۔
○ اہل تصدیق کسب نہیں کرتے۔ (فقراء سے خطاب)

○ جس کا جس قدر خیال پختہ ہو گا اسی قدر حضوری کا لطف حاصل ہو گا۔
○ جس کو یقین ہو جاتا ہے کہ حالت نماز میں خدا مجھ کو دیکھتا ہے اس کو ضرور مشاہدہ انوار الہی کا شوق ہو جاتا ہے اور جس کا شوق کامل اور طلب پختہ ہوتی ہے اس کو ہر ذرہ

میں محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے۔

○ تم صدق کو اپنا تو شہ بناؤ (والصدق شفیعی --- الحدیث)

○ تصدیق عین ایمان ہے جس کو تصدیق نہیں اس کا ایمان ناقص ہے۔

○ تصدیق ہونا چاہئے کہ جس طرح خدا سب کا خالق ہے اسی طرح سب کا رازق بھی ہے جیسے کہ بغیر کسی کے مشورہ کے ہم کو پیدا کیا اسی طرح بغیر کسی سفارش کے ہم کو رازق بھی دیتا ہے۔

○ جس کو کسب پر بھروسہ ہے اس کو تصدیق ہونا محال ہے۔

○ جس کو تصدیق ہے وہ خدا سے بھی نہیں مانگتا اور یقین رکھتا ہے کہ جو میری قسم میں ہے وہ ملے گا۔

○ "نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" زبانی جمع خرج سے کچھ نہیں، تو تاجب تک دل تصدیق نہ ہو۔

○ صاحب توحید ہونا آسان ہے مگر صاحب تصدیق ہونا مشکل ہے۔

○ جس کو یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ جا کر کیا کرے گا۔

○ وہاں جا کر سوائے پتھر کے اور کیا دیکھے گا۔

○ مرید کو اپنا لیتیں کامل کرنا چاہئے۔



تواضع

○ بڑی تواضع یہ ہے کہ خلق کے ساتھ حسن خلق اور حق کے ساتھ صدق رکھنا۔

○ متواضع پہنچنے والے کو چہلے سلام کرتے ہیں اور وہ سبقت کر جاتا ہے تو اس کے سلام کا جواب خلق اور خندہ پیشانی سے دیتے ہیں۔

○ یہ بھی تواضع ہے کہ جو شخص تمہاری تعریف کرے تم ناراض نہ ہو بلکہ شکر کرو اور کوئی غلط اور بطور اتهام بھی تمہاری مذمت کرے تو تم اس سے عناد نہ رکھو۔

○ تواضع عقللا صفت محمود ہے۔

○ فروتنی سب کے لیے اچھی ہے خصوصاً دولت مندوں کے لیے سودمند ہے۔

○ تواضع نعمت بلا حسد اور تکبر بدترین بلا۔



پابندی شریعت اور آداب طریقت۔۔۔ اركان اسلام

مناز

(قرۃۃ عینی فی الصلوۃ۔۔۔ الحدیث)

سے یہ ایک سجدہ ہے تو گران بھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

- جو مناز نہیں پڑھتا وہ ہمارے حلقہ بیعت سے خارج ہے۔
- ہر شخص پر شریعت کی پابندی اور اتباع سنت فرض ہے۔
- توبہ کرو اور پابندی کے ساتھ مناز پڑھو۔ کیونکہ مناز سراپا عجز کی تصویر ہے اور عبدیت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔
- اگر انسان کا ارادہ مضبوط ہو تو مناز کیونکہ قضاہ ہو سکتی ہے۔
- صبح قرآن شریف پڑھا کرو۔
- وضحداری اسی میں ہے کہ مرتبے دم تک مناز پڑھے جاؤ۔ (الاستقامت فوق الكرامت)
- مناز ضرور پڑھنا چاہیے یہ نظام عالم ہے اگر مناز چھوڑ دی جائے گی تو انتظام عالم میں خرابی آجائے گی۔
- مناز وہی ہے حضور قلب سے ہو۔
- سیمیں مکان پر پڑھ کر جانا سنت ہے۔
- پیدل مسجد جانے سے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے۔
- جو شخص چڑوا چھپا کے مناز پڑھتا ہو تو مناز ہو جاتی ہے۔
- مناز اور چیز ہے ایمان اور چیز ہے مناز کن اسلام ہے۔
- اگر لاکھ روپیہ کی چیز رکھی، ہو تو اس خیال بھی دل میں نہ لائے بس۔ ہی ایمان ہے۔

- جمعہ کی نماز کے بعد بعض لوگ چار رکعتیں ظہر کی پڑھ لیتے ہیں یہ شک ای علامت ہے۔ اور میرے ہماس شک نہیں ہے۔
○ نماز روح کی غذا ہے۔
- نماز وقت پر ادا کرنا افضل اور فرمانبرداری کی دلیل ہے۔
- نماز میں عمدأً اور کرنا کابلی کی دلیل ہے اور مالک کے حکم میں کابلی عبدیت کے منافی ہے۔
- نمازو من کی محراج ہے کیونکہ اس سے ایک قسم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔
○ بعد فرائض درود شریف پڑھا کرو۔
- پابندی کے ساتھ درود شریف پڑھنا بہتر ہے ادب اور ترتیل کے ساتھ درود شریف کا درود کرو۔
- آخر شب میں درود شریف کا پڑھنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔
○ ہر وقت درود شریف پڑھا کرو باوضو اور بے غرض۔
- نماز ہجج کی نگہداشت میں ہوشیار نیند سویا کرو۔ نفس مغلوب ہو جائے گا۔ کیونکہ نفس ہمیشہ غفلت کی نیند پسند کرتا ہے۔
- ہجج کے بعد غسل کرو اور عطریات سے معطر ہو کر تصدیق کے ساتھ ایک ہزار بار درود شریف الہم صلی علی محمد وآلہ بقدر حسنہ و جمالہ پڑھا کرو۔
- شریعت اور طریقت میں خود بینی منافی آداب عبدیت ہے۔
- شب کو دور کعت نماز نفل پڑھا کرو اور درود تاج پڑھ کر سو جاؤ مگر ہر رکعت میں سورۃ التکاثر سات بار پڑھنا اور صبر کی دعا کرنا۔
- جس طرح ہم بتائیں اسی طرح ہر وقت باوضو درود شریف پڑھا کرو اور آخر شب میں الا اللہ کا ذکر کرو ناغہ نہ ہو۔
- ہم نے سنا ہے جو اہتمام کے ساتھ سوتے وقت آتیہ الکرسی پڑھتا ہے اس کی جسمانی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔
- نماز عشا کے بعد تسبیح فاطمہ پڑھا کرو با ایمان مرد گے۔
- نماز کی پابندی کرو اگر کوئی عذر قوی ہو تو اشارہ سے ادا کرو۔ مگر نماز قضاۓ ہو۔

○ بروز حشر مسجد تھارے سجدوں کی گواہی دے گی۔
 ○ نماز سے عبد و معبد کا امتیاز ہوتا ہے جس کی پست بخوبی عبدیت کی عین تصویر ہے
 اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو سر نکوں ہے وہ بندہ اور جس کے آگے سر بخود ہے وہ خدا
 ہے بندہ کو بندگی ہی لازم ہے۔

○ عبادت میں شک کی گنجائش نہیں یکسوئی ہونا چاہیے۔
 ○ اعضا کے وضو قیامت کے روز نورانی ہوں گے۔

○ جو شخص باوضور ہتا ہے قیامت کے روز پر ہمیز گاروں کی صفائی میں کھڑا ہو گا۔
 ○ نماز میں خشوع و خضوع لازمی ہے جس سے نمازو اقتی نماز ہو جاتی ہے۔
 ○ دلی، لکھنؤ وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں خاکروں طاہر ہو کر شریک نماز ہوتے ہیں۔

زکوٰۃ

○ بڑا بخیل ہے وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔
 ○ جس مال کی صدق دل سے زکوٰۃ دی جاتی ہے خدا اس مال کا محافظ ہوتا ہے۔
 ○ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کفر ہے۔
 ○ زکوٰۃ بڑی نفع کی تجارت ہے کہ خدا ایک کے عوض میں دس اور بعض مواقع پر ستر
 دیتا ہے۔

○ مشرب عشق میں زکوٰۃ کی تعریف یہ ہے کہ جو چیز خلق سے فرد ہو جائے وہ اپنی تھی اور
 جو باقی رہے وہ سب زکوٰۃ ہے۔

○ بعض مشائخین نے بقدر ضرورت اسباب معیشت اپنے صرف میں رکھا ہے مگر عشق کا
 طریقہ یہ ہے کہ فتوحات کو فوراً تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ رات کو وہ خالی ہاتھ ہوں اور
 کسی چیز کے مالک نہ رہیں۔

○ شریعت میں انتظام لازمی ہے حساب کر کے زکوٰۃ دیا کرو اور سوتے وقت لا الہ الا
 انت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھ کر سویا کرو۔
 ○ جن کو خدا کی محبت ہوتی ہے وہ مال و دولت سے نفرت کرتے ہیں۔

روزہ

يَا يَهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَتَبْ عَلَيْكُم الصِّيَامُ كَمَا
كَتَبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لِعِلْكُمْ تَنْقُونُ○ الْقُرْآن

○ روزہ الی گر انقدر عبادت ہے کہ روزہ دار بندے کو خدا پنے دوستوں میں شمار کرتا ہے۔ (الصوم نصف الطريقت)

○ انسان حالت روزہ میں صفت ملکوتی سے موصوف ہو جاتا ہے۔

○ خدا کی عین رحمت ہے کہ فاقہ جو اس کے نعمت خانہ کی محبوب غذا ہے وہ ہر سال اپنے بندوں کو تیس روز تک مرحمت فرماتا ہے۔

○ روزہ رکھنے سے نفس مغلوب ہوتا ہے۔

○ روزہ روح کی غذا ہے۔ (سید الاعمال جوع)

○ شوق سے روزہ رکھنا عاشقوں کی سنت ہے۔ (الجوع طعام الانبياء)

روزہ رکھنے سے خدا کی محبت برحقی ہے۔ (قال اللہ تعالیٰ لعیسیٰ علیہ السلام تجوع ترانی)

○ ہم نے برسوں روزہ رکھا ہے۔ روزہ مرہ پانی سے افطار کرتے تھے اور ساتویں روز کھانا کھاتے تھے۔

○ شکم سیری سے جس طرح تدرستی میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح طالب خدا کی ترقی میں سدرہ، ہوتی ہے۔ مقولہ ہے الجوع يصفى الفواد ويحيى الهوا ويورث العلم بمحوك قلب کو صاف کرتی ہے۔ ہوا و ہوس کو زائل کرتی ہے اور علم پیدا کرتی ہے۔

○ مشرب عشق میں روزے کی حقیقی صفت یہ ہے کہ ترک غذا کے ساتھ خواہشات کے دسواس اور لذات غذا کی تمیز و احساس بھی فنا ہو جائے۔

(الصوم لى و أنا أجزى به۔ حدیث قدسی)

ج

- جس نے صدق دل سے حج کیا اس کا ایمان کامل ہے۔
- حج چند آزمائشوں کا مجموعہ ہے جس نے ثابت قدمی و کھانی خدا کے دوستوں میں شمار ہوا۔
- جس نے خدا کے بھروسہ پر حج کا ارادہ کیا خدا اس کی غیب سے مدد کرتا ہے۔
- حج پر جاؤ یہ کام بھی ضروری ہے۔
- حجاج عمرہ لانے میں بہت کوشش کرتے ہیں۔
- خانہ خدا کی زیارت کا شوق توبہ کو ہے مگر صاحب خانہ کا مسئلہ اشی ہزار میں ایک ہوتا ہے۔
- حاجی وہ ہے جس پر حقیقت حج منکشف ہو جائے۔
- حاجی وہ ہے جس پر حقیقت کعبہ منکشف ہوئی۔
- میزاب رحمت کا پانی گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ اگر بارش ہوتی ہے تو حجاج اس کے نیچے کھڑے ہو کر نہاتے ہیں۔
- کسی حاجی سے بتاؤ داخلی ہوتی تھی۔ بتاؤ کعبہ کے اندر کتنے ستون ہیں۔ بتاؤ کعبہ کے اندر کیا دیکھا۔
- کعبہ مقصد زوار ہے اور دل مہبٹ انوار۔

امتناع خلافت و جانشینی

○ ہمارا مشرب عشق ہے۔ عشق میں کسب نہیں خدا کی دین ہوتی ہے اور ہمارا کوئی خلیفہ نہیں عشق میں خلافت کسی۔ کسی کے ساتھ شخص نہیں جس کے دل میں عشق ہے۔

○ ہمارا کوئی جانشین نہیں ہے ہماری منزل عشق ہے جو کوئی دعویٰ جانشینی کرے وہ باطل ہے۔ ”نادر حسین تم سے کوئی انگریز پوچھے تو ہی کہہ دینا۔ (مولوی نادر حسین دارثی و کیل بارہ بیکی سے)

○ ہمارا مشرب عشق ہے اور عشق میں خلافت و جانشینی نہیں۔

○ ہماری منزل عشق ہے جو کوئی دعویٰ جانشینی کا کرے وہ باطل ہے۔

○ ہمارے مہاں جو کوئی ہو چمار ہو یا خاکر و جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔ (تحیر، ۲ نومبر ۱۸۸۹ء)

○ ہم دنیا کے جھگڑوں بکھریوں کو کیا جائیں دنیا اور دنیا دار پر ہم نے پہلے ہی لعنت کر دی جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔

لاؤ ارش

متفرقات

- اہل حق کا مذہب ہے کہ باعتبار اخبار و آثار اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واجب اور لازمی ہے اور اہلسنت اطہار کی محبت نص قتلی سے فرض ہے (حضرت آیت حدا کی تفسیر بتائی) قل لا استلکم علیہ اجر الامودۃ فی القریب۔
- کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس بندہ نواز کی عنایت سے اچھوں کی نقل کرنے میں علاوہ دنیوی منفعت کے دین کے بگڑے ہونے کام بھی بن جاتے ہیں۔
- طریقت کا ادب یہ ہے کہ جس شہر میں ایک شب بھی قیام کرو ہاں مشہور اہل اللہ کے مزار پر ضرور جاؤ۔
- نقل کو دیکھنے سے کیا ہوتا ہے اصل ہی کو کیوں نہ دیکھیں۔
- تم نے سنا نہیں "فمن کان فی هذہ آعمی فهو فی الآخرة اعمی"
- اور طریقے انتظامی ہیں اگر انتظام نہ ہو تو سب کھیل بگڑ جائے اور سب ایک ہی سے ہو جائیں۔
- جو طمع میں گھر جائے وہ ہمارا نہیں۔
- ہم ٹکیہ پسند نہیں کرتے۔
- میری وجہ سے دنیا نہ چھوڑنا تیری دنیاداری عبادت ہے (جسش سید شرف الدین دارثی سے)
- علماء کی بڑی شان ہے۔
- پادری صاحب اب غرض محال جتاب عیسیٰ کو خدا کا بینا مان لیا جائے تو بھی ان کو دوسرے انبیاء پر ترجیح نہیں ہے۔ پدر مسلمان بودے کچھ نہیں، ہوتا جب تک یہ ملے نہ ہو جائے کہ باپ کے بعد یہی جانشین، ہو گا پس خدا کو موت ہی نہیں جو حضرت عیسیٰ کو راج گدی نصیب ہو۔
- روح کو موت نہیں جب عام مخلوق کی یہ حالت ہے تو اولیا، اللہ کی شان میں تو آیا ہے۔ ان اولیا اللہ لا یموتون۔ پس جو کچھ اولیا کے لیے ہوتا ہے وہ زندہ نذر ہے۔

نفس کو ذاتیہ موت ہے اور روح کو ذاتیہ موت نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
کل نفس ذاتیہ الموت۔ (القرآن)

بے دیکھے عاشق ہونا محال ہے اور دیکھ کر عاشق ہونا ممکن ہے اور جب کوئی کسی کا
عاشق ہوتا ہے تو اس کی کوئی سانس یاد معمشوق سے خالی نہیں جاتی عاشق کی سانس بلا
کسب عبادت ہے۔

جس نے ہماری نہیں دیکھا وہ اندھا ہے۔

خدا ہر جگہ موجود ہے کعبہ تو فقط جہت ہے۔

جن کی نظر دوست پر ہے ان کا کوئی دشمن نہیں۔

یہ سید کی شاخت ہے کہ آگ پر ہاتھ رکھے تو نہ طبع ایچ ہے مگر جو امتحان لے گا، کافر ہو
گا۔

اس کائنات کا نام دنیا نہیں۔ غفلت کا نام دنیا ہے۔

سے چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اسلام اور چیز ہے ایمان اور چیز ہے۔

دنیا فساد کا گھر ہے اہل دنیا خدا سے دور رہتے ہیں۔

دنیا کی محبت بری چیز ہے حسد بہت بری چیز ہے۔ حتیٰ کہ شیطان پر بھی لا حول پڑنے کی
ضرورت نہیں۔ شیطان خدا کا رقمب نہیں۔ ان الله على كل شئ قدير

جب انسان لپنے دم پر قادر ہو جاتا ہے تو انہارہ ہزار عالم اس کے تحت آ جاتا ہے۔
دھوش و طیور سب مطیع ہو جاتے ہیں۔

اگر طلب ہے تو دستار مولیت کو طاق پر رکھ دو۔ (ابراهیم شاہ صاحب سے)

کافر بھی مثل مومن کے ہے اور واصل واحد حقیقی اگرچہ راہ وصل میں اختلاف ضرور
ہے مگر محبت اہلیت شرط ہے۔

ہر انسان پر فرض ہے کہ اپنی طبیعت اور نفس کو قابو میں رکھے انجام کار کامیاب ہو

گا۔

○ بڑی و ضعداری یہ ہے کہ جو کرے وہ کئے جائے۔

○ آدمی ہونا چاہیے آدمی، ہونا مشکل ہے آدمی اسی وقت ہوتا ہے جب لطیفۃ قلب ذاکر ہو اس لیے کہ لطیفۃ قلب حضرت آدم کے زیر قدم ہے اور معیت و اقربیت حاصل ہے، وہو معکم اینما کشمکش اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید، جب معیت ہو گئی تو تقریب خاص مل گیا۔ یہی درجہ تکمیل ہے۔ جو جس کا حصہ ہے اس کو ضرور دیا جاتا ہے خواہ زندگی میں، خواہ مرتے وقت اور نہیں تو اس کی قبر میں ٹھونس دیا جاتا ہے۔

○ رام جی! جو دھیا والے ہندوؤں کے اوتار ایک پنڈت تھے شری کرشن جی کہنیا پرمی تھے اور بابانک پکے موحد تھے۔

○ مقام حوالیک عجیب مقام ہے۔ $(5) + (6) = 11$ - مقام حوغوث پاک کی منزل تھی اسی نسبت سے گیارہویں والے مشہور ہوئے۔

○ مردان خدا کی محبت اختیار کرو۔

○ جو نشیب و فراز میں رہے گا اس کو خدا نہیں ملے گا جو نشیب و فراز سے نکل گیا اس کی نجابت دنیا میں ہی ہو جائے گی۔

○ کوئی حضرت عمرؓ کی سنت پر چلنے والے بھی تو چاہیے۔

○ کسی کا حق مارنا بہت برا ہے اس کا انسان کو خیال رکھنا چاہیے۔

○ عبادت نماز ہی نہیں ہے اپنی خانہ داری کی ضروریات لارہنا اور بیوی کی کفالت پکوں کی دلداری غلام اور لوئڈی کی پرورش حوانج ضروریہ سے فارغ ہونا۔ کھانا کھلانا یہ سب عبادت ہے۔

○ کل بنی آدم شمار امت محمدی میں ہے کیونکہ آنحضرت پر نبوت کا اور قرآن پر صحف آسمانی کا خاتمہ ہو چکا۔ اس لیے اب نہ کوئی بنی ہو گا اور نہ نزول کتاب، پس انگلی چھلی امتوں کا شمار اسی امت میں ہے۔ سجا اوری احکام سب پر یکساں ہے جو پیر و بیس وہ راہ پر ہیں بقیہ منکر گمراہ، لیکن امت کی حیثیت سے سب ایک ہیں کیونکہ باغی رعایا بھی اسی بادشاہ کی کھلانے لگی جس کی وہ ہے۔

- حال آنا= حال آنا بہت اچھا ہے خدا کی رحمت،
حال لانا= حال لانا حرام اور حال لانے والا مردود۔
- کپڑے میں کیا دھرا ہے، ٹھم اور تم ایک ہیں ناں۔ محبت ہے تو ہو جائے گا۔
- تم لپٹنے دل اور زبان کو کسی دوسرے کے واسطے کیوں غرائب کرتے ہو۔ (من عمل صالح افلفسفہ و من اساء فعلیہا۔ القرآن)
- ہم کچھ نہیں۔
- مولوی صاحب نے ہم سے کہا پڑھو الکلمۃ لفظ۔ ہم نے کہا اگر کلمہ ایک ہے تو اس کا پڑھنا فضول ہے ایک لفظ پڑھ کر ہم کیا لیں گے۔ (زمانہ تعلیم میں۔)
- تم کیا جانو معشوق کی دی ہوئی تکلیف کہیں سیر آتی ہے۔
- ہمارا قدیم راستہ وہی ہے (و ضعداری سے ایک ہی راہ پر چلنا)
حکیم جی! جتنا تم گاؤزبان و بنفسہ کو یاد رکھتے ہو۔ اسی قدر مجھے بھی یاد رکھا کرو۔ (حکیم مبارک حسین سے)
- خدا مالک ہے خدا میں سب قدرت ہے۔
- علم وہی حاصل کرنا چاہیے جو مرتبے وقت کام آئے۔ اور وقت آخر کلمہ زبان سے لئے اگر زبان سے کلمہ نہ نکل سکا تو خالی علم کس کام کا۔ کچھ بعید نہیں اکثر سنا ہو گاتا تین روز پہلے مرلیں کامنہ بند ہو جاتا ہے۔ زبان لوٹ جاتی ہے۔ اکثر لوگوں کا دل پلٹ جاتا ہے وہ دیوانوں کی سی حرکتیں کرنے لگتے ہیں۔ بعض پر ایسا سکوت ہوتا ہے کہ بے حس و حرکت ہو جاتے ہیں۔ ہبیت مرگ ان کے حواس خمسہ کو زائل کر دیتی ہے۔
- میں سہماں سے بھی دیسا ہی دیکھتا ہوں۔
- بہت طریقوں کے لوگ ہیں نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، شطاریہ، شاذیہ اور ملا تیہ وغیرہ اور ہر جگہ کی تعلیم جدا ہے۔ نقشبندیہ والے کہتے ہیں کہ مقامات عشرہ میں پانچ عالم خلق اور پانچ عالم امر ہیں چنانچہ عالم امر سے قلب، روح، سرخنی اخنی ہیں اور نفس اور سلطان اذکار اور خلق میں دائرة ظلال اور دائرة اولی ہے سہماں پر اکر فقیر بگڑ جاتا ہے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ پیر و مرید دونوں کو خبردار رہنا چاہیے۔ مجدد صاحب نے ذہنی دائرے بڑھادیے شانیہ، شاشہ اور قوس۔

○ نقطہ کی تعریف یہ ہے کہ النقطة ما الا جزو لہ و نقولوں کے درمیان جو فاصلہ قریب
تر ہے وہ خط مسقیم ہے۔ جب ایک شکل قائم ہو گئی تو سب شکلیں قائم ہو جائیں گی۔
ذکر اسدی مفید ضرور ہے مگر جس کا نام اسد ہے وہ دشوار بھی ہے۔ اس لیے ذاکر کو
لازم ہے کہ جب ذکر اسدی کرے تو جتاب شیر خدا کی بزرگی کا تصور کرے اور تکمیل
اس کی یہ ہے کہ ذاکر ذکر اسد اللہ الغالب میں ایسا فنا ہو کہ ذکر کرتے وقت ذاکر کے ہر
عضو بن موسے شیر خدا کی شان منودار ہو۔ اس ذکر میں ذاکر کی حالت بدلت جاتی ہے۔
○ (سر سید احمد خان سے) مجھ کو انگریزی تعلیم سے اختلاف نہیں ہے مگر محبت اخلاقی

اور طلب روحانیت ضروری ہے۔

○ سید صاحب کو برائے کہو اور اور نہ برا بیکھو سید اول درجہ کے مسلمان ہیں سید کافر نہیں
ہوا کرتا۔

○ جو جس کو ملنا تحمل گیا کب سے کچھ نہیں ہوتا البتہ کب کا اس قدر اثر ضرور ہوتا
ہے کہ مزدور کی مزدوری ضائع نہیں ہوتی یہ بات کہ من تو شدم تو من شدی متعلق ہے
محنت اور ریاض سے دوسری قسم کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ علم و عمل وغیرہ۔

○ ہاتھ پکڑتا ہوں لپیر کا چین پاک کا خدا اور رسول کا۔ (بوقت بیعت اکثر یہی الفاظ
پڑھوانے گئے اور کبھی استغفار بھی پڑھوا کر بیعت فرمایا جس کے الفاظ یہ ہوتے
(استغفر لله ربی من کل ذنب و اتوب اليه اقرار باللسان و تصدق بالقلب)

○ ہم پختنی ہیں، ہم پختنی ہیں۔

○ جو کام آدمی کرے حد کو ہبھادے۔

○ بر ہم ہبھانو ہتھرنہ پوجو اور جھٹکانہ کھاؤ۔ (ہندوؤں سے)

○ دیکھو موئی کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور محمد رسول اللہ کسی کو برائے کہو اور حرام نہ
کھانا۔ (ہسودون نصاریٰ سے)

○ ہاتھ کے کچھ رہنا، کہڑا نہ چرانا، (پیشہ وروں اور درزیوں سے)

○ پورا تو نا، ڈنڈی شمارنا (دکانداروں سے)

○ جاؤ تم کو تصدیق نہیں ہوئی، ہو جائے گی۔ (کاؤنٹ گلائز رائے)

○ نقوش وغیرہ بھی سب ڈھکو سطے ہیں۔

○ نقش بستہ ہیں نقش کی تعریف یہ ہے کہ نقش بھر میں مکر رہن دسہ نہ آئے۔
 وہ شغل جو ہر مشرب کے اور ہر طبقہ کے فقیر کے واسطے لازمی ہے اور جو انسان کو راز
 بخی سے خردار کرتا ہے اور جو بندہ کو خدا سے ملتا ہے وہ شغل سلطان الاذکار ہے اور
 اسکے شاغل کو بہت دقتیں پیش آتی ہیں اور عرصہ تک جب ریاضت کرتا ہے تو ہزار میں
 سے ایک شاغل ابتدائی حالت سے خردار ہوتا ہے لیکن ہم تم کو آسان طریقہ بتاؤں یں
 جس سے کوئی دشواری تم کو پیش نہ آئے (یہ طریقہ شالقین خلاصۃ السلوک میں دیکھیں)

- جو کام کرو اس میں کچھ رہو تو سب اچھا ہو سکتا ہے۔
- جب کوئی مصیبت ہو تو ہماری بزرگ کا تصور کیا کرو۔
- پہلے تصور کرے جب صورت قائم ہو جائے تو بعد اس صورت کے دل صنوبری کی
 جانب متوجہ ہو اور دل کی آنکھ سے دیکھے۔ یہی تعلیم ہمارے خاندان کی ہے۔ مگر عقیدہ
 اور ایسا ہی حجاب اور ندامت کے بعد یہ پرده نگاہ سے اٹھتا ہے۔
- خالی ذکر سے کیا فائدہ جب تک مذکور بھی ذاکر کا ذکر کرے اور ہمارے یہاں ذکر و
 فکر کچھ نہیں ہے اور پھر سب کچھ ہے۔
- مجھ کو آئندیہ دکھانا آتا ہے۔
- "فمن کان فی هذه اعمى فهو فی الآخرة اعمى" مظہر الہی ہر جگہ موجود ہے
 تماشا دیکھو۔

○ دوسرا بھی ہے۔ (دوران سفر فکر شید او ارشی پر)
 آنکھیں بند کر کے کیا دیکھتے ہو آنکھیں کھول کر دیکھو آنکھوں کے ہوتے ہوئے نابینا
 ہو جانا خدا کی ناشکری ہے۔

○ یہ توجہ ڈالنا تو ایک قسم کا تماشا ہے۔ اصل توجہ تو وہ ہے کہ اگر موتی پر ڈالی جائے تو
 وہ پانی ہو جائے پتھر، ہو تو خاک ہو جائے۔

○ بھوگ میں جوگ کریں۔ (مرآۃ شاہ بھاگل پوری نو مسلم سے)
 پہلے وہ چیز کھا کر پیٹ بھریں جو اپنی جنس کا تختم ہو مثلاً لو، اردوی، شرقی، وغیرہ کیونکہ
 یہ خود تختم ہیں۔ ان کو کھایا جائے گا تو گویا ان کا تختم قطع ہوا۔ ہاں آم، خربوزہ اور کدو

وغیرہ کامغز کھائیں اور تم کی حفاظت کریں جب اس کی عادت ہو جائے تو مغز کا کھانا
ترک کر دیں۔ اور وضع اشتها کے لیے پھلوں کو سونگھ لیا کریں۔ جب اس پر قدرت ہو
جائے تو سونگھنا بھی ترک کر دیں۔ اور تسلیم نفس کے لیے صرف دیکھ لیا کریں جب
اتی قوت ہو جائے تو دیکھنا اصل بھوگ میں جوگ ہے۔

- مستقیم شاہ وارثی سے) اب آنکھ نہ کھونا اور دنیا کی کسی چیز کو نہ دیکھنا۔
- (حافظ گلاب شاہ سے) آنکھ بند نہ کرو بیدار ہو۔ (آپ ۲۲ سال پتھر سے میک لگائے

بیٹھے رہے) ○ جوگ نفس کشی کو کہتے ہیں اور نفس کشی لازمی ہے سچانچہ قرآن پاک میں اس کی
تعلیم ہے۔ لن تناول البر حتی تنقو امام احبوں تو بتاؤ محظوظ ترشی کیا ہے۔ فقراء کا
مسلک یہ ہے کہ انسان کو زیادہ تر محظوظ اپنی عافیت ہے پس فقری کو چاہئے کہ سامان
عافیت کو ترک کرے اور خیال عافیت کو قلب سے نکالے اور خدا کی محبت میں خوشی
سے تکلیف انھائے۔

○ معروف شاہ خدا کو اختیار ہے چاہے اس عالم میں سزادے چاہے اس عالم میں۔ اس کو
سب قدرت ہے۔ چاہے تو معاف کر دے۔

○ حج اور روزہ کب اس پر فرض ہے جو کچھ نہیں رکھتا اگر تم شراب مجاز کے سکر کے
قابل ہو تو لا محالہ اس شراب حقیقی کے سکر کے بدرجہ اولیٰ قابل ہونا پڑے گا۔ پھر کب
سکر میں نمازو زوہ ہے۔ (الاتقرب الصلواة و انتقم سکری)

○ جب کوئی کسی کے پاس بیٹھا ہو تو اس کو نام لے کر کس طرح پکارے وہ تو کوئی
حرکت ہی نہیں کر سکتا اور مونا ادب کی لذت اور عبادت کی لذت میں بڑا فرق ہے۔

○ علمائے قاہر کی بھی کیا الٹی چال ہے کہ جو دیکھ کر سجدہ کرے اس کو تو کافر کہتے ہیں
اور جو بے دیکھے سجدہ کرے وہ مومن کہلانے اسی کو اندھا پن کہتے ہیں بلکہ حق یہ ہے
کہ جو دیکھ کر سجدہ کرے وہی مومن ہے۔

○ ہمارے اجداد نیشاپور کے رہنے والے تھے۔

○ ہمارے اجداد نے غیر کفو میں مناکحت نہیں کی۔

○ ہمارے سید و ائمہ میں ایک سید بظاہر نہ مزاج تھے، لوگوں نے امتحان کے نام پر ان

کے دامن پر آگ رکھ دی اور دامن نہ جلا۔ سید کی آزمائش کفر کے مترادف ہے۔

○ ہمارے خاندان کی بیبیاں نذر حضرت بی بی فاطمہ کی سہنک کھانے جب آتی تھیں تو بیٹے ان کو چونا کھلایا جاتا تھا اگرچونا کاشز بان پر نہ ہوتا سب ان کو سہنک کھلاتے تھے

○ ہمارے مورث اعلیٰ نے ہندوستان آنے کا ارادہ کیا تو ہمہ غراسان گئے اور امام رضا کے مزار اقدس پر ہاتھ رکھ کر عرض کی "جد" اہم ہند جاتے ہیں مگر آپ سے عہد کرتے ہیں کہ کسی حالت میں رہیں لیکن اپنی عظمت سیادت کو ہمیشہ محفوظ رکھیں گے اور نسبت میں داشت نہ لگائیں گے سہنک اپنے وہی ہوا ہمارے اجداد نے غیر کفوئیں مناکحت نہیں کی۔
○ مقدرات کا جواب نہیں۔

○ مولوی امام علی صاحب نے ہم کو اس طرح پڑھایا کہ جب ہم پڑستے تھے تو نہایت شفقت سے پڑھاتے تھے اور جب ہمارا دل گھبراتا تھا تو کہتے کہ جاؤ کھیلو۔

○ مولوی امام علی صاحب نے ہم کو یار بنالیا تھا کبھی ہمارے واسطے پتنگ بناتے کبھی شاہاب سلف کے واقعات بطور قصہ بیان فرماتے کہ ہمارا دل بہلار ہے۔

○ مولوی امام علی صاحب خود بزرگ شخصیت تھے مگر ہماری تعظیم کرتے اور جب ہم کہتے کہ مولوی صاحب آپ تو ہمارے استاد ہیں پھر یہ تعظیم کیسی؟ تو کہتے کہ صاحبزادہ میں تو ظاہری علم کا معلم ہوں تم خلق اللہ کے باطنی معلم ہو گے۔

○ ہمارے پاس آیا کرو۔ (والد شیداوارثی سے)

○ ماں باب کی خدمت سے غافل نہ ہونا۔

○ رشتہ نہ لینا، خدا کے حکم کی تعمیل خدا کی محبت کی دلیل ہے۔

○ خلق خدا کی خدمت ایمان کی نشانی ہے۔ خدا اس کو دوست رکھتا ہے جو مخلوق خدا کی بے غرض خدمت کرتا ہے۔

○ انصاف کیا کرو (حکام و راجہ جے پور سے) اپنے پوجتا جھنکے کا گوشٹ نہ کھانا اور خدا کو محبت کے ساتھ ہمیشہ یاد کیا کرو۔ (رانی جے پور سے) من احباب اشیاء فقد اکثر ذکر ہے۔ (الحدیث)

○ سناناغر قہ پوشی کے وقت ہم کو دو کرتے ہوئے گئے ایک قادر یہ ایک چشتیہ جب

ہم بازار کو لٹکے ایک کرتا کہاںی کو دے کر کتاب کھایا اور دوسرا طوائی کو دے کر شیرین کھالی۔

○ حضرت حاجی خادم علی شاہ کی فاتحہ سوم میں ہماری دستار بندی ہوتی ہم شیخ علی مرفعہ میان کے ساتھ بازار کو لٹکے اور چار پیسے کے کتاب کے عوض دستار کہاںی کو دے دی۔ گھر پہنچ تو ہمشیرہ صاحبہ نے فرمایا سید والہ کا نام خوب روشن کر دے گے۔

○ ہم مسافر ہیں۔۔۔ مسافر کا گھر سرانے ہے۔

○ مخلوق خدا سے ہمدردی اور اچھا سلوک کرنا صرف اس خیال سے کہ خدا کے بندے ہیں اور اس کی صنعت کی یادگار ہیں۔ اس عمل سے تم کو خدا کی محبت نصیب ہو گی اور یہی تصوف کی اصل ہے۔

○ ابن حافظ اچھا تم کو یہ شوق ہے کہ خدا تم سے خوش ہو تو جیسی خدا نے تمہارے ساتھ نیکی کی ایسی ہی تم بھی مخلوق خدا کے ساتھ احسان اور نیکی کرو۔

○ مرد وہ ہے جو اپنی کمائی دوسروں پر خرچ کرے اور نامرد وہ ہے جو دوسروں کے مال سے فائدہ اٹھائے۔۔۔ شیرا پناشکار کھاتا ہے اور دوسرے درندوں کے شکار کو سونگھتا بھی نہیں۔

○ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔

○ ہم مجدوب نہیں جذب کا نام بھی نہیں۔ بلکہ لٹکوٹ بند ہونے کا اثر ہے کہ غصہ آجاتا ہے اور مجدوب تو مسلوب الحواس اور مغلوب الحال کو کہتے ہیں جو خود تو اگر کامل بھی ہو یعنی دوسروں کی تکمیل نہیں کر سکتا۔

○ ابن حافظ امال را خدا میں صرف کرنا۔ روزانہ کے رزق پر قناعت کرنا اور مخلوق خدا کو پانی پلانا فقط اللہ ہی نگاہ میں بس جائے گا۔

○ باب السلام کے قریب ایک جلیل القدر بزرگ نے ہم سے معاشرہ کیا اور بشارت دی کہ مشاہدہ حضرت احادیث کے اہل تم ہو۔

○ جب تم آنکھ بند کر لیتے ہو تو دکھائی کیا دے۔

”فمن کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی“

○ اگر آنکھ کھول کر محبت کی نظر سے دیکھو تو موجودات کے پرده میں شاید حقیقی دکھائی

۔۔۔ (غارہ میں ایک مراقب سے)

اگر وہ کریم و کار ساز تم کو روز نہ یہ کھانا کھلاتا ہے تو تم اس کا بدلہ یہ کرو کہ اس کے بندوں کو بلا عوض پانی پلایا کرو کیونکہ پانی بہت بڑی نعمت ہے۔ (و جعلنا من الماء
کل شی حی۔۔۔ القرآن)

اہل دعیاں کی ضرورت کے لیے کچھ کرو اور دل بیمار دست بکار کے مصدقہ بنو۔
اُن اللہ مَعَ الصابِرِینَ زبان سے کہنا آسان ہے مگر واقعی صبر کرنا بڑے مردوں کا کام
ہے۔

سیاحت عرب میں ایک ابدال سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا تعالیٰ یا سیدی ہم قریب
گئے تو کہا آؤ ستر سال کی ریاضت کا شرہ تم کو تفویض کر دوں۔ ہم نے کہا یا شیخ ہمیں
نہیں چاہئے۔

عرب میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا صاحبزادے کیا تلاش کرتے ہو
جو خواہش ہو پوری کر دوں۔ ہم نے کہا کہ ہمارے گھر میں کیا نہیں۔ سلیم و رضا
اہلیت کی لوئڈی فقر شیر خدا کا غلام۔ اس نے کہا چج کہتے ہو۔

اہلیت کے مشرب میں چھوڑی ہوئی چیز کو واپس لینا حرام ہے۔

سید و اڑے میں سب و ضعدار تھے جو کہتے تھے وہی کرتے تھے ہمارے خاندان میں
الیے باوضع تھے کہ چچا ہمارے والد سے ناخوش ہو کر بریلی چلے گئے اور کہہ گئے جب مر
جاوے گے تو آؤں گا وہی کیا جب والد کا انتقال ہو اخبر سن کر آئے اور فاتحہ میں بہت روپیہ
صرف کیا۔

(حضور انورؒ اکثر گھر کا غلدہ برتن اور دیگر اشیاء غرباً میں تقسیم کر دیتے گھر سے پوچھنے پر
فرماتے) ہمارے ہاں غل بھرا ہوا ہے اور برتن اس قدر ہیں کہ رکھنے کی جگہ نہیں اور وہ
غزیب فاقہ کرتے ہیں اور مٹی کے برتن بھی ان کے پاس نہیں ہم سے دیکھا نہیں جاتا
روٹیاں بھی لے جا کر ہم انہیں کو دیتے ہیں اور برتن بھی دے آتے ہیں۔

ہم ان حمیر شریف پہنچے اور آستانہ پر حاضر ہوئے تو جو تارو مال میں لپٹ لیا آگے چلے تو
ایک مقام پر دو آزاد فقیر بیٹھے تھے انہوں نے کہا میاں صاحبزادے یہ روٹیاں کہاں سے
باندھ لائے۔ ہم نے جوتے ان کے سامنے پھینک دیئے اور کہا لو یہ تم حمارا حصہ ہے تم

کھالو۔

- ایک بار ہم ناؤں میں سوار ہونے ملا جنے پسہ ماٹا کام نے اسے قیمتی ٹوپی دے دی۔
- ہم نے شادی نہیں کی۔
- زنا مزرا اور زمین میں جھگڑا ہے ان کو چھوڑے تو آزاد ہے۔
- عورت فساد کا گھر ہے۔

○ فاقہ جس طرح نفس کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے اسی طرح ٹکیہ نفس کو آرام پہنچاتا

-۶-

- اسباب آرام و آسائش کے جھگڑے میں پڑ کر انسان عہد میاثق کو بھول جاتا ہے۔
- جو خدا کو منظور ہو گا وہ ضرور ہو گا۔ صبر کرو اللہ کو یہی منظور تھا۔ (الصبر ر دانی
۔۔۔ الحدیث)

○ جو دنیا کے انتظام میں پھنسا اس کے دل میں محبت الہی کی جگہ نہیں رہتی۔
○ ہمارے دادا نے اپنے قاتل کو پہلے شربت پلائی ہی ہمارے ہادی کی تعلیم ہے۔
(بابا فیضو صفائی پور والوں سے لڑائی کے بعد جب وہ معافی کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا)
ہمارے نزدیک تو لڑائی تھی نہ جھگڑا بلکہ یار کی ادا نماز کا ایک کرشمہ تھا جو ہو گیا اس
میں کسی کا قصور نہیں۔ (پھر ان کو بیعت فرمایا)

○ مہنت جی اجور ب ہے وہی رام ہے کس کو توڑیں کس کو کھو دیں۔ کس کو بنائیں
کس کو مٹائیں۔ کھو دنا تو دو بدھا ہے۔ جس نے دل سے من و تو کا خیال نکال دیا وہ ہر
جگہ ایک ذات کو دیکھتا ہے۔ (پھر بیعت کیا اور ہدایت فرمائی) پتھر کو نہ پوچھتا اور دین و
دنیا کا جو کام کرو خدا کی محبت سے خالی نہ ہو اور حق کی طلب میں حق کا ذکر اس طرح کیا
کرو کہ ذکر سے کوئی سانس خالی نہ رہ جائے اور تین سال تک خدا کے بھروسہ پر سفر کرو
اور راستہ میں بلا قید مذہب جو تیر تھا، مندر مسجد اور مزار آئے بغیر تعصب، عظمت کے
ساتھ اس کی زیارت کرو گھبرا نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ (سیر و افی الارض
۔۔۔ القرآن)

○ اکثر رفقاً سفر کے پاس روپیہ ہوتا تو سرکار وہ خرچ کر ادیتے ورنہ مضطرب رہتے
جب روپیہ ختم ہو جاتا تو بعض اوقات فرماتے)۔۔۔ اب تم کو چور کا کھٹکا نہیں رہا۔

وہ بیکھو زن، زمین، زرد کی وجہ سے انسان جھگڑے میں پڑتا ہے۔ جب ان تینوں کا تعلق دل سے نکل جائے تو پھر قلب مطمئن ہوتا ہے۔

(ایش عنایت اللہ سیدن پوری سے) ایش بھی جب کوئی مشکل پیش آئے تو ہمارا تصور کیا کرو۔

(مولوی محمد سعیؒ رئیس اعظم آباد) مولوی صاحب تصور کیا کرو۔ عرض کیا گیا۔ کس کا؟ چھرہ اقدس پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ مولوی صاحب اسی صورت کا تصور کیا کرو۔ اگر ایسا نہ ہو تو انتظام خراب ہو جائے۔

۱۰ ایک تہبند پوش نے پوچھا کس کا تصور کروں؟ فرمایا۔ جس کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو۔

(بعض کو) خدا کا ملنا تہبند پر موقوف نہیں طلب پختہ ہو تو وہ ہر لباس میں ملتا ہے۔

۱۱ روپیہ سے اگر دنیا کے کام بنتے ہیں تو اکثر آخرت کے کام بگزتے ہیں۔

۱۲ روپیہ نے قارون کے ساتھ کیا کیا؟

۱۳ روپیہ چھونے سے ہاتھ کالا ہوتا ہے اور اس کی محبت قلب کو سیاہ کرتی ہے۔

(شکوہ آباد کے قیام میں شب کو عورتیں ملاقات کو آئیں بعد ملاقاتات بابو کہنیا لال اور شید اوارثی نے جا کر کمرے میں دیکھا فرش بستر اور احرام تک ندارد غلاموں نے عرض کی حضوریہ کیا کیا؟) فرمایا۔ اور کیا کرتا عورتوں نے ماٹکا ہم نے دے دیا۔

۱۴ جو یہاں اندھا ہے وہاں بھی اندھا ہو گا۔

(مولوی عبد المنان صاحب نے دوست باری تعالیٰ کی درخواست کی نامعلوم کیا دیکھا کہ رقص کرنے لگے اور یہ کہنے لگے "جادو بھرے نیناں نے مارا" دو روز یہی حال رہا۔ دوسرے روز حاضر خدمت کئے گئے تو فرمایا۔

مولوی صاحب کیا حال ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا شکر ہے لیکن اب اپنا بندہ بنا لو۔ فرمایا: مولوی کفر کی باتیں نہ کرو۔ عرض کیا کفر ہو یا اسلام حلقة غلامی میں داخل فرمائیے)

۱۵ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۳ء۔ ایک نانک شاہی فقیر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے گرو کا حکم ہے کہ اپ کی آنکھ کی جوت میں نزن کار ہے۔ اور اس میں تمہاری سدھ ہے۔ حضور

نے باوجود ضعف و نقاہت دوسرے روز بیعت فرمایا استغفار پڑھا کر فرمایا)۔ تم جو کو جاؤ دنیا کی کسی چیز سے سروکار نہ رکھنا اور سات فاقوں کے بعد بھی سوال نہ کرنا۔

○ (ٹھاکر موہن سنگھ نے سید شرف الدین کے مکان پر سرکار کی شبھیہ دیکھی تو جادو بھرے نیناں کا شکار ہو گئے۔ گھنٹوں تصویر کے سامنے کھڑے ہو کر روتے رہے پھر یہ صاحب سے کہا کہ یہ آنکھ دکھا دو۔ سید صاحب سرکار کے حضور لے گئے اور عرض کیلئے حضور کی چشم تھمور کا تازہ شکار) فرمایا: ٹھاکر صاحب بڑے نظر باز ہیں۔ بیعت فرمائ کر پہنچ پڑھکی دی اور فرمایا۔

ٹھاکر جس صورت کو دیکھا ہے اسی کو یاد رکھنا اسی کے ساتھ تھا راحشر ہو گا۔
○ وہیں رہیں وہ ہمارے مرید ہیں۔ (معدوروں کو زحمت و تکلیف سے بچانے کے لیے فرمایا)

○ اچھا سب کو مرید کر لیا۔ (اکثر ظلاموں کی استدعا پر ان کے اقرباء کو غائبانہ بیعت فرمایا)

○ کسی کی عداوت کو دل میں جگہ نہ دو جس دل کو محبت سے سروکار ہے اس میں عداوت کی گنجائش نہیں۔

○ حسد سے احتراز کرو۔ (ایاكم والحسد۔۔۔ الحدیث)

○ حسد ایمان کو خراب کرتا ہے۔ (ان الحسد يا كل الحسنات كما تأكل النار الحطب۔۔۔ الحدیث)

○ جو حسد سے الگ ہو ہی ناجی ہے جو حسد میں بستلا ہوا وہ بہتر (فرقوں) میں سے ہے۔
(ح(۶)+س(۴۰)+د(۳۲)=۴۲)

○ اللہ اللہ کیا کرو۔ (اللہ کو یاد کرنے والے اور نہ یاد کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہی ہے۔۔۔ الحدیث)

○ شمار انفاس اہل تصوف کے نزدیک سب سے افضل ہے۔

○ (والد شید اسیاں سے) تہجد کے بعد غسل کرو اور معطر ہو کر تصدیق کے ساتھ ایک ہزار بار درود شریف پڑھا کرو۔ الهم صلی علی محمد وآلہ بقدر حسنہ و جمالہ

بُرخ قائم ہو جائے گی لیکن دنیا کے کام کے نہ رہو گے۔

(مولیٰ عبدالستار صاحب جب تارک ہوئے) تم مدینہ منورہ جاؤ فاقہ ہو تو سوال نہ
کرنا اور وہیں مرجانا۔ (وہیں انتقال ہوا)

(عبدالصمد وارثی نے جلالی قaudہ سے درود شریف پڑھنا چھوڑ دیا تو) کم ظرف تھا ورنہ
انسان بن جاتا۔

۵۰۰ رات کو بار درود شریف پڑھا کرو۔

اسی ذکر سے فائدہ ہوتا ہے جو بے غرض ہو۔

جس کے تصور میں مرو گے قیامت کے روز ہی صورت دیکھو گے۔

(پنڈت وندار شاہ وارثی سے)

پنڈت ہوشیار ہو یہ وقت سونے کا نہیں ہے بلکہ بیدار رہنے کا وقت ہے۔ یہ درود شریف
پڑھا کرو تمام مشکلیں آسان ہو جائیں گی اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔

اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد سید الصابرین الوارثین محمد نبی

الامی



- جب بکھری میں حاکم کے سامنے جاؤ تو ہمارا تصور کیا کرو۔
- ہر وقت قلب میں محبوب کی صورت دیکھنے کی کوشش کرو۔
- جب جواب حاصل ہو تو چند مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو صورت قائم ہو جائے گی۔
- اگر محبت ہے تو بزرخ قائم ہو جائے گی۔
- پنڈت جی (سینا رام رام پوری) اگر نہ بنانا۔ سیاحت میں مرجانا اور سات فاتح بھی ہوں تو ہاتھ نہ پھیلانا۔
- (جن بی بی دارثیہ) خدار ازق ہے ٹانگ توڑ کراس کے بھروسہ پر بیٹھو۔ (ومامن دابة فی الارض الا علی اللہ رزقہا۔ القرآن)
- (عبد الرزاق شاہ) موضع کھیولی ضلع بارہ بنکی کو خاموشی کا حکم دیا ان کی تکلیف دیکھ کر بعض احباب نے سرکار میں عرض کیا تو فرمایا) شاہ عبد الرزاق تم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اب تمہارا بولنا وضحداری کے خلاف ہے۔ بلکہ اشارہ بھی نہ کیا اور لکھنا بھی نہیں۔ عبد الرزاق تھوڑی سی زندگی کو یونہی گذار دو۔ وضحداری اسی میں ہے کہ مرتبے وقت بھی کوئی لفظ زبان سے نہ نکلے اور قبر میں منکر نکیر سوال کریں تو اس کا جواب بھی نہ رہتا بلکہ حشر میں خدا کے سامنے بھی خاموش رہتا۔

○ مستقیم شاہ دارثیہ مدار شیکری پر بٹھائے گئے حسب الحکم سرکار آنکھیں بند رکھیں (فرمایا): مستقیم شاہ قدیم ہبند پوش ہیں۔ سانحہ برس، ہوئے جب مدار شیکری پران کو بٹھایا تھا ہم سے خواہش کی تھی کہ ایک بار اپنی صورت دکھادو، ہم نے دکھادی۔ مگر یہ کہا کہ اب دنیا کی کسی چیز کو نہ دیکھنا۔ جب سے انہوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں اور وضع کے پابند ہیں۔ انہوں نے اکسر کھالی ہے اور اکسر بنانا بھی جانتے ہیں۔

○ حافظ گلاب شاہ کمرہ مداری خان (اگرہ) کسی وقت آنکھ بند نہ کرو۔ شب و روز ایک نشست میں بیٹھوا رہمیشہ بیدار ہو اور جو کچھ خدا دکھائے دیکھو۔

○ فمن کان فی هذه اعمی ---- کے مصدق نہ بنو اور ہمہ وقتی شغل سلطان الاذکار جاری رکھو۔

○ خدا بخش دارثی کو موضع پینڈ ضلع بارہ بنکی میں بستی سے باہر چند شرائط کے ساتھ گوشہ نشینی کا حکم فرمایا اور بڑی محدود جگہ پر پابند کرتے ہوئے فرمایا) اس سے باہر قدم

برہمنا اور یہ کہ مکان میں شرہنا اور درخت تکے زندگی گذارنا اور حیوانات کے ساتھ
درست بنا تھات کو لازم جاتا تھا اور نمک بھی نہ کھایا۔

(سات برس آپ نے یونہی گذارے، بہت اشتناہوئی تو پانی میں راکھ گھول کر پیلی)
(بد نام شاہ وارثی ہیتلے خادم خاص تھے، حکم گوشہ نشینی یوس ہوا کہ دروازہ بند کر کے
بٹھو اور سرکار کی آمد پر کھلے) دروازہ بند کر کے بیٹھو (سولہ سال یونہی گذار دیئے)
(بعض کو) اچھا جاؤ پھر ملاقات ہو گی (فلان) مقام پر ملنا۔

(کسی کو) یہ وضع کے پابند ہیں۔ یہ مہمان کی بہت کشادہ پیشانی سے خاطر کرتے ہیں
اہل بستی ان کی عرمت کرتے ہیں۔

(ایک ہندو تائب کو فرمایا) برہم ہچانو، عرض کیا کیسے ہچانوں؟
فرمایا تم اسم ذات کا ذکر کرتے رہو وہ کافی ہے۔ اگر برہم ہچان لیا تو بال سچے کے کام سے
جاوے گے۔

○ خدا کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

(مشی رام سہائے لال وارثی تائب ہوئے اور ایسی بدایت نصیب ہوئی کہ سرکار نے
فرمایا) یہ برہم چاری ہیں (اور مشی صاحب ایسے خواشناک ہوئے کہ عین ایام حج میں
میدان عرفات میں وصال ہوا)

(مسیح رام سروپ وارثی) ذکر اللہ دائمی رکھو۔ برہم ہچانو۔ (کچھ عرصہ بعد ان کی وضع
عربی لباس میں بدل گئی تو نیا حکم فرمایا) دیار بغداد میں منصور علان کے ذھیر پر جھاؤ دیا
کرو۔

(دیسی پرشاد سری و استو سے) پتھر پوجو گے تو پتھری دکھائی دے گا اور برہم ہچانو گے
تو انوار الہی کا مشاہدہ ہو گا اور ہر وقت اسم ذات کا ورد کیا کرو۔

○ کمال کو چھپانا چاہیئے دوسروں پر اثر ڈال کر اپنائی نقصان ہوتا ہے۔
جو شخص اپنی عافیت چھوڑتا ہے اس کو خدا ملتا ہے اگر تصدیق ہو تو ہر چیز میں اس کا جلوہ
نظر آتا ہے۔ جاؤ ایک صورت پکڑ لو ہی تمہارے ساتھ رہے گی۔

(سید و اسٹم صاحب رئیس مولانگر کی محنت) اب یہ بیکار ہو گئے جس صورت کو دیکھا
ہے تمام عمر اسی کے گردیدہ رہیں گے۔ جب آئے تھے تو اچھے تھے جائیں گے تو دیوانہ ہو

کر (پھر ان کو فرمایا)

○ جس طرح ہم بتائیں گے اسی طرح ہر وقت باوضود درود شریف پڑھا کر دا اور آخر شب اللہ کا ذکر بلانامہ کرنا اور جب ریاست کے انتظام سے جی گھبرائے تو اس کو چھوڑ کر احرام باندھ لینا اور گوشہ نشین ہو جانا اور آخر دم تک دنیا اور اسباب دنیا سے الگ رہنا

○ آنکھ بند کرنے کا وہ مطلب نہیں جو تم سمجھتے ہو کیونکہ مخلوق الہی کو ازراہ خوش فہم بغور یا سرسری دیکھنا مبالغہ ہے بلکہ عبرت اور خشیت کا سبق حاصل کرنے کے واسطے کار ساز حقیقی کی صفتؤں پر نظر کرنا۔

فَاعْتَبِرُوا يَا الْأَبْصَارُ حِينَ عِبَادَتِكُمْ

○ زمین پر بیٹھنا اور سونا ہمارے دادا کی سنت ہے۔

○ کسی بندہ پر احسان کرنے سے خدا کے ان احسانات کا شعور ہوتا ہے ہر وقت وہ بندہ نواز تم پر کرتا ہے اور یہ شعور ملنے سے شکر کی توفیق ملتی ہے اور پھر شاکرین میں شمار ہوتا ہے۔

○ دوسروں کا احسان یاد رکھو اپنا احسان بھول جاؤ۔ (ان الله يا مر بالعدل
والاحسان۔۔۔ القرآن)

○ اپنے احسان کو یاد کرنا احسان کے فائدہ کو مٹانا ہے۔ اپنے احسانات اگر تم بھول جاتے تو شاید وہ دعویٰ بھی نہ کرتا۔ تم کو تو احسانات یاد ہیں گویا والپس کر لیے۔ اس لیے ان کا اثر زائل ہو گیا۔ جب اس کا مطالبہ جائز ہے تو باہمی تصفیہ کر لو۔ (دو بھائیوں سے)

○ وعدہ کرو تو پورا کرو کیونکہ ایفائے عہد نہ کرنا گناہ ہے۔ (لا عهد لمن لا دين له
۔۔۔ الحدیث)

○ طمع ذات کا پیش خیمه ہے۔

○ طمع یقین کو غراب کرتا ہے۔

○ عمر میں حرام نصیب اور محروم رہتا ہے۔

○ جب عقل سلیم مغلوب ہوتی ہے تو آثار عرص و طمع کا اظہار ہوتا ہے۔

○ حسد میں سوائے نقصان کے فائدہ نہیں۔

○ حسد، ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔

○ اسم ذات کو ہر زبان بناؤ اور مطلوب حقیقی کا نام لیا کرو۔

○ عمدًا کسی کی حق تلفی کرنا وہ گناہ ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتا۔

○ انسان کو چاہئے کہ زین کی خاصیت اختیار کرے کہ سب کا بوجہ انحصار اور اپنا بوجہ کسی پر نہ ڈالے۔

○ اپنی بھلائی چھپاؤ اور کسی کی برائی نہ دیکھو کسی کو برائی سمجھو۔

○ کسی کے مذہب کو برائی کہو کیونکہ اس کے ملنے کے کئی راستے ہیں۔

○ قرض لینا انسان کے وقار کو نصائع کرتا ہے۔

○ قرض دو تو طلب نہ کرو، واپس لینے کے لیے قرض دینا محبت کو قطع کرتا ہے۔

○ خود پرستی حجاب کو بڑھاتی ہے اور مقصود حقیقی سے دور رکھتی ہے۔ (جس نے خود پسندی کی گمراہ ہوا۔ حضرت علیؑ کی وصیت)

○ نفس امارہ کے خلاف عمل کرنا عبادت ہے۔

○ نفس دوستی ہلاک کرتی ہے۔

○ جس دنیا سے عنقریب علیحدہ ہونا ہے اس کی جستجو صریح غفلت ہے۔

○ تمام برائیوں کی جڑ "دنیا" ہے۔ (الدنيا جيفة وطالها كلام۔ الحدیث)

○ جو حق سے ڈرتا ہے وہ خلق سے بے خوف رہتا ہے۔

○ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اپنے گناہوں کو پیش نظر رکھتا ہے۔

○ جو شخص سورۃ خلق بکثرت پڑھتا ہے اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے تم بھی پڑھا کرو (مولوی لطافت حسین)

○ (ریاض) خان صاحب تم نماز کی پابندی کرو اگر کوئی عذر قوی ہو تو اشارہ سے ادا کرو مگر قضاۓ ہو اور ہر نماز کے بعد ۳۸۰ مرتبہ اسم ذات "اللہ" پڑھا کرو۔ جس کے اول آخر درود شریف ہو۔

○ اس امت پر خاص خدا کی رحمت ہے ایک نیکی کرو تو دس نیکیوں کا ثواب پاؤ۔ اس لحاظ سے ہر نماز کے بعد ۳۸۰ بار پڑھا جائے گا تو روزانہ کی تعداد ۲۳۰۰ ہو جائے گی اور اس

کو ۱۰ سے ضرب دو تو ۲۳ ہزار ہوں گے اور صوفیا نے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے (اور اب ڈاکٹروں اور اطباء کا بھی یہی فیصلہ ہے) کہ تین درست آدمی شب و روز ۲۳ ہزار دفعہ سانس لیتا ہے اس لحاظ سے شمار ڈاکرین میں ہو جائے گا کہ جو ہر سانس میں ذکر اسم ذات کرتے ہیں اور جس کی کوئی سانس ڈکر الہی سے خالی نہ جائے اس کو مشاہدہ انوار احمدیت ہو جاتا ہے۔

(العجز فخری۔۔۔ الحدیث)

○ خدا تعالیٰ کو عجز بہت پسند ہے۔ (العجز فخری۔۔۔ الحدیث)
 ○ (حافظ خدا بخش اور احمد شاہ وارثی) حافظ بخش جس طرح چاشت اور اشراق کے پابند ہو اسی طرح شب کو صلوٰۃ معمکوس پڑھا کرو۔
 ○ ایک سال تک دن میں روزہ رکھو اور شب میں نماز عنوشیہ پڑھا کرو اس کے بعد آنا تہبند مل جائے گا۔

○ آخر شب میں صلوٰۃ الحاشقین پڑھا کرو۔
 ○ تم بھیت ایک وفادار غلام کے لپٹے آتائے نامدار کی شتا و صفت میں مصروف رہ سکتے ہو مگر ماں کے ساتھیوں کو اگر وہ باہم شیر و شکر نہ بھی ہوں تو بھی سنت مرتفوی یہ ہے کہ برا شہ کہوا چھاہی کہو۔

○ دنیا میں قابل تعریف وہ شخص ہے جس کے دل میں کسی کی طرف سے بغض اور کینیہ نہ ہو۔ یہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص سنت ہے۔
 ○ بغض و عناد کی اصل دنیاوی منزلت و رفعت کی ہو س ہے اس لیے غبار نفاق سے اسی کا قلب صاف ہوتا ہے جس کے دل میں دنیا کے مال و عمرت کی قدر و منزلت نہ ہو۔
 ○ دنیا کا کیا اعتبار ہے۔

○ جو دل اسباب دنیا سے غیر مالوف رہتا ہے اور خدا کے ذکر میں مصروف، وہ دل بغض و نفاق کے اثرات سے متأثر نہیں ہوتا۔ (پاک رہتا ہے)

○ جس کو دیکھو خیال کرو مجھ سے بہتر ہے۔

○ صدق تمام اوصاف حمیدہ کی بنیاد ہے۔ (الصدق یعنی جو و الکذب یہ لک --- الحدیث)

○ کذب تمام افعال رذیلہ کی جزو ہے۔

- قصہ جہا ار درویش قرض ادا ہونے کے لیے اچھا ہے۔ (مزاج شناسی)
- حکیم جی جتنا تم گاؤز بان، بنفسہ کو یاد رکھتے ہو۔ اسی قدر مجھے بھی یاد کیا کرو۔
- ہم نے کسی کو دکھانے کے لیے تخت و غیرہ پر بیٹھنا نہیں چھوڑا۔
- دنیاوی علم کا فائدہ یہ ہے کہ شکم سیر، ہو کر روٹی مل جائے اور نفس کو سرور طے۔ پس خداوند تعالیٰ میں صفت رزاقی ہے۔ وہ رزاق ہے۔ اس نام پر جس کو تصدیق ہو جاتی ہے اس کو ان علوم کی حاجت نہیں رہتی۔
- (علم دین کی تعظیم فرماتے) یہ تمہاری تعظیم نہیں اس کتاب کی تعظیم ہے جو تمہاری بغل میں دبی ہوتی ہے۔ (ایک مولوی صاحب کتاب فتح بغل میں دبائے حاضر ہوئے تو فرمایا)
- نوحہ اور مرثیہ خلاف روایت نہیں ہونا چاہیے۔
- (حد انکسار) میں نے کتنے سے اپنا دامن اس لیے بچایا کہ مبادا میرے پیر ہن سے ناپاک نہ ہو جائے۔
- (سید عبدالادشاہ کا انتقال) ہوا تو بعد مرگ قلب جاری رہا اور ذکر اسم ذات کی بلند آواز آنے لگی۔ لوگ گھبرائے اور سرکار کو بذریعہ واپسی تاراطلان بخواہی سرکار نہ فرمایا لکھدو سپردم بتومائیہ خویش را۔ آواز آنی بند ہو گئی۔
- ڈھونگ میں کچھ نہیں رکھا اچھے نصیب ہوتے ہیں تو آپ سے آپ ہو جاتا ہے۔
- (قاری شاہ احمد محترم سے) اللہ مکرم۔
- ہم سے جو بیعت ہوتا ہے، ہم اسے اپنا سابنالیتہ ہیں۔ پھر اس کا فعل ہے اور اس کی قسمت ہے جو صورت چاہے اختیار کرے۔
- دو ولایت علیا اور کمالات نبوت و رسالت، حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت صلوٰۃ و معبودیت عرفہ آغڑیں جب حرفة ہے اسی طریقے سلوک ہے۔
- تھیں معلوم ہے زہد کیا ہے؟ زہد یہ نہیں کہ دو چار فاقوں کے بعد ہنک سے روٹی کھانا نہیں بلکہ زاہد وہ ہے جو دنیا سے پرہیز کرے۔ خواہشات کو روکے مرادوں کو بھول جائے بھوک اور سیر شکی کے اثرات سے یکسان متأثر ہو۔ کوئی شے پاس نہ ہو تو مطمئن رہے اور جو کوئی چیز آجائے تو اس کو راہ خدا میں تقسیم کرنے کے واسطے دل

مصنفوں -

(۱۹۰۱ء میں ایک ڈپٹی صاحب سے) ایسے مقام پر ہو جو گز رگاہ عام نہ ہو۔ اور خلق سے بے تعلق اور خالق کی محبت میں مصروف رہنا اور جو شغل تمہارا ہے اس سے غافل نہ ہونا اور کسی ابٹلاہ میں نہ گھبراانا، تم تمہارے ساتھ ہیں۔

(۱۹۰۲ء۔ وزیری سے) جاؤ ماں باپ کی خدمت کرو تین سال بعد آنا۔ اس وقت فقری ہو جانا۔

(شاہ شاکرداری سے) جس طرح روزی چہنچانا اللہ تعالیٰ کی شان رو بیت ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نام کی مزاومت بندوں کا اظہار عبدیت ہے۔

○ ہم جنت البقیع میں گئے اور حضرت خاتون جنت کامزار دیکھا تو اس طرح قبر سے لپٹ گئے جیسے کوئی اپنی ماں سے لپٹ جاتا ہے اور مزور بھی دیکھ کر کہنے لگے یہ خون کا جوش ہے۔

○ سید واڑہ کے ایک صاحبزادے (گفتہ آیدور حدیث و میراث) ہمیشہ لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور پڑھنے سے غیر ملتخت دیکھ کر اہل بستی کہتے تھے۔ میاں صاحبزادے تم ضرور سید واڑے کا نام خراب کرو گے مگر وہ لا کا یہی کہتا تھا کہ جن کے ہم ہیں اگر ان کو لاج ہوگی تو خود پڑھالیں گے اور یہی ہوا تھوڑے عرصہ بعد وہی لوگ جو لڑکے کے دادا کے برابر تھے اس کے مرید ہو گئے۔

(شیدا میاں وارثی سے سفر عراق کے موقع پر) نجف اشرف چہنچاتو وادی اسلام میں در نجف ڈھونڈنا اور باون نگینے در نجف کے اور باون موئے نجف کے ہمارے واسطے لانا (لانے پر) موئے نجف تولائے مگر تصویر نجف بھی دیکھی۔

○ جس طرح موئے نجف میں بال ہوتا ہے اسی طرح تصویر نجف میں حضرت شیر خدا کی شبہیہ دکھائی دیتی ہے۔ کہ کھڑے ہیں اور ذوالفقار ہاتھ میں ہیں۔ اسی کو تصویر نجف کہتے ہیں۔۔۔ اسی کو دیکھ کر تو یہ حال ہوا ہے۔

آخری عشرہ، بحالت علالت:

- جسٹس شرف الدین سے) شرف الدین گلے مل لیں تمہارے فرماق میں یہ حال ہوا۔
- ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ ایک دستہ گرفتہ کو ہدایت فرمائی) جھوٹ نہ بولنا۔
- ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ نانک شاہی درویش بیعت فرمایا) جاؤ رضاۓ خدا پر ثابت قدم رہنا، مر جانا مگر ہاتھ نہ پھیلانا۔
- (ایضاً سے) نادر خان وزیری کاملی کو خرقہ فقر عطا ہوا اور فقیر شاہ نام رکھا یہ آخری فقریہ ہیں جن کو دست مبارک سے خرقہ عطا ہوا۔ فرمایا) راہ محبت میں اگر اب تلا بھی پیش آئے تو اس کو شاہد بے نیاز کی عنایت کجھے اور مساوائے اللہ سے سروکار نہ رکھے۔

آخری لمحات

- ۳۰ محرم الحرام دن کے دو بجے سرکار نے وقت پوچھا، عرض کیا دو بجے ہیں۔ فرمایا) ابھی بہت دیر ہے متنگی گھوڑے کی نانگ ٹوٹ گئی ہمیں آگئی۔ چار بجے سوار ہوں گے۔
- (سات بجے شب جملہ غلامان حاضر پر نگاہ اتفاقات فرمائی اور نہایت خفیف اور گلو گیر آواز مگر پر جوش لجھے میں فرمایا) "اللہ ایک ہے"
- (اور ذکر کے ساتھ بطور شہادت انگلی کا اشارہ بھی کر دیا۔ سامعین پر یہ اثر ہوا کہ سب نے کلمہ طیبہ بے اختیار پڑھنا شروع کر دیا۔
- دس بجے شب ذکر خپلی ظاہر ہو گیا اور صاف سنائی دینے لگا جیسے کوئی نو عمر بچے اللہ، اللہ کا ذکر بلحہر کر رہا ہو اور تادم آخریہ آواز مسلسل سنائی دیتی رہی۔ دو بجے شب صحن اور دالان میں ایک شفاف روشنی ظاہر ہوئی اور حضور انور نے سر اٹھا کر اٹھنے کی کوشش فرمائی اور دونوں ہاتھ مصافحہ کے انداز میں اٹھائے، خدام خبردار ہو گئے۔ ۱۳:۲ بجے بوقت سحر آپ ماں حقيقة سے جا ملے۔

انالله وانااليه راجعون○

نادر خان وزیری المعروف فقیر شاہ ہیلے روز خرقہ پوش ہوئے تھے ویں موجود تھے سرکار کے وصال کی خبر سن کر نزہہ مار کر ایسے گرے کہ مرشد برحق سے جا ملے۔

- ۱- الہامی تاریخ وفات از فرید الدین یکتا
عاشق صادق طامعثوق سے ۱۳۲۳ھ
- ۲- فضلناک علی الحسین ۱۳۲۳ھ
- ۳- پس چراشد آفتاب اندر حباب ۱۳۲۳ھ

و ما علینا الا البلاغ المبين

مأخذ

ترآن مجید	
صحاب ستة	
تحفۃ الاصفیاء (فارسی)	نشی خدا بخش وارثی ۱۳۰۸ھ
عین الیقین	عبدالاود شاه وارثی ۱۳۱۲ھ
الوارث (انگلش)	حاجی غفور شاه وارثی ۱۳۳۰ھ
حیات وارث	مرزا منعم بیگ وارثی ۱۳۳۳ھ
مشکواۃ حقانیہ	مولوی فضل حسین وارثی اوٹاوی، ۱۳۳۴ھ
انسیویں صدی کاصوفی (انگلش)	مولوی افتخار حسین وارثی
جلوه وارث	حکیم صدر علی وارثی ۱۹۳۱ء
تحفہ درویش	پنڈت دیندار شاه وارثی
حیات وارث	مرزا ابراہیم بیگ شیدا وارثی ۱۹۳۸ء
مہناج العشقیہ	مرزا ابراہیم بیگ شیدا وارثی ۱۳۲۳ھ
خلاصۃ السلوک	مرزا ابراہیم بیگ شیدا وارثی ۱۳۵۳ھ
بلوغ المرام	مرزا ابراہیم بیگ شیدا وارثی ۱۳۵۰ھ

"آفتاب ولایت"

قدرت کی شاہکار تخلیق کی تعریف و توصیف اور وہ بھی اس انداز سے کہ ایک یادگار کار نامہ اور شاہکار فن پارہ بن جائے۔ اہمیتی کٹھن اور مشغل کام ہے۔۔۔ دنیا گھر میں آج تک مشاہیر، ہمیروز اور دیگر عظیم شخصیات کی بے شمار سوانح حیات تحریر کی گئی ہیں۔ لیکن قبولیت عامہ کی سندان میں سے فقط چند ایک کو ہی حاصل ہو سکی ہے۔ اگر ہم بنظر غائر اس پواست کو تلاش کریں کہ جو کسی سوانح حیات کی مقبولیت کا سب سے بڑا سبب بنتا ہے تو فقط ایک ہی نقطہ سامنے آئے گا اور وہ ہے جذب عشق و محبت۔۔۔ خالق نے اپنے شاہکار محبوب کی خاطر جب اس کائنات کی تخلیق فرمائی تو اس کے ذرے ذرے کو اپنے محبوب کی نسبت سے شاہکار بنادیا۔۔۔ گویا اپنے محبوب کی تعریف اور وہ بھی احسن ترین انداز میں پروردگار عالم کی سنت ٹھہری اور اصول یہ قرار پایا کہ جو بھی اس قاعدے پر عمل پیرا ہو گا اس کی تخلیق کو شرف قبولیت کی سند سے نوازا جائے گا۔۔۔ دنیا کی کوئی بھی تخلیق جسے شاہکار قرار دیا جاسکتا ہے، خواہ اس کا تعلق حقیقت سے ہو یا مجاز سے، اس کا جائزہ لیں تو اس میں محبت کا عنصر کہیں نہ کہیں ضرور کار فرمان نظر آئیے گا۔ دراصل یہ ایک الیسا عنصر ہے کہ جس وجود میں سما جائے اسے ہمیشہ کے لیے امر کر دیتا ہے۔

یوں تو آج تک سرکار حضور عالم پناہ سیدنا وارث علی شاہ کی جتنی بھی سوانح حیات لکھی گئی ہیں وہ سب کی سب شاہکار ہیں کیونکہ ان میں محبت کا عنصر غالب ہے۔ لیکن ان سب کا پخواہ اور عطر "آفتاب ولایت" ہے۔ اپنے محبوب کی یاد میں اس حسین تاج محل کی تخلیق جتاب پروفیسر فیاض کاوش وارثی صاحب نے جس دلکش انداز میں کی ہے اس جذبے نے اس تصنیف اور مصنف دونوں کو امر کر دیا ہے۔ یوں تو پروفیسر صاحب موصوف متعدد تصانیف کے مصنف ہیں لیکن اگر وہ "آفتاب ولایت" کے علاوہ کچھ بھی تصنیف نہ کرتے تو بس یہ ایک نسخہ ہائے وفا ہی ان کی محبت کی نشانی کافی تھا۔ جس کے باعث ان کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عاشقان وارث ارث علی کی لست

میں شامل ہے۔

اس تصنیف نے کئے بے دین، تصوف سے دور اور سرکاری ذات کے بالکل نا آشنا لوگوں کو سرکار وارث پاک کا گرویدہ بنادیا ہے۔۔۔۔۔ اس تذکرے کی ہر ہر سطر سے ذاکر کے مذکور سے بے پناہ عشق و محبت کے سدا بہار لوگوں کی روح افزائی مہک محسوس ہوتی ہے۔۔۔۔۔ ہر اہل محبت کو اپنے قلب و روح کو معطر کرنے کے لیے، اپنے کاشانہ کو پر بہار بنانے کے لیے اور اپنی لائبریری کو زینت بخشنے کے لیے اس تصنیف لطیف تک لازمی رسائی حاصل کرنی چاہئے۔

کتاب "آفتاب ولایت" ملکوانے کا تپہ

پروفیسر فیاض کاوش دارثی
مکتبہ وارثیہ آدم ناؤن
میر پور خاص (سنہ ۱۳)

